Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50 | شمارہ: 17

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

2 صفر 1422 ہجری 26 شہادت 1380 ہش 26 اپریل 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 21 اپریل (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور گذشتہ خطبہ کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ورحیمیت کی پرمعارف تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا

"ہماری جماعت بہت خوش نصیب ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائی۔ لیکن یہ ابھی ابتدائی حالت ہے۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ ابھی بہت سی کمزوریاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور خائب وخاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیۂ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔

سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دُور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کماحقہٗ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہو گا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔

یاد رکھو۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ بکلّی صاف ہو جانا یہ آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے۔ منافقانہ طور پر آپس میں ملنا جلنا اَور بات ہے مگر سچی محبت اور ہمدردی سے پیش آنا اَور چیز ہے۔ یاد رکھو اگر اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہو گی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی۔ اور خدا اس کی جگہ کوئی اَور جماعت پیدا کر لے گا۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جو جماعت بنائی تھی، ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ انہیں کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہو گا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔"

(ملفوظات جلد دہم۔ صفحہ ۷۲ تا ۷۴)

جو بھی قطع رحمی کرتا ہے یعنی رشتوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے کاٹا جاتا ہے

جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنا تعلق رکھنا چاہتے ہیں وہ اس نصیحت کو خوب اچھی طرح باندھ لیں اور کبھی جماعت میں کوئی صلہ رحمی کو کاٹنے والا نہ ہو

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳/ اپریل ۲۰۰۱ء

قادیان ۱۳/ اپریل (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ ولا تجھر بصلوٰتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذالک سبیلاً (بنی اسرائیل: ۱۱۱) آیات کا سادہ ترجمہ بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا صفات باری تعالیٰ کا مضمون میں نے شروع کیا ہوا ہے اس سے پہلے ربوبیت کے تعلق سے میں نے کچھ بیان کیا تھا لیکن ربوبیت کے بیان کے دوران رحمانیت کا بھی بیان ہوتا رہا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا میرے لئے بہت مشکل ہے کہ میں ان دونوں نورانی دھاگوں کو الگ الگ کر سکوں ایک کے بیان کے ساتھ دوسرا ابھی شروع ہو جاتا ہے۔ آج پھر میں خالصۃً رحمانیت کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا مگر اس میں قدرتی بات ہے کہ ربوبیت بھی خود بخود آتی رہے گی سب سے پہلے حضور نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی

باقی صفحہ (10) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

”اسلامی دہشت گردی“ - اصل حقیقت کیا ہے؟

﴿۱۳﴾

گزشتہ گفتگو میں ہم نے عرض کیا تھا کہ ہم امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چند ایسی بیش قیمت نصائح پیش کریں گے جو آپ نے مسلم ممالک کے سیاستدانوں کیلئے فرمائی تھیں۔ اور آئندہ گفتگو میں انشاء اللہ حضور پُر نور کی اُن نصائح کا تذکرہ ہوگا جو تیسری دنیا کے ممالک کو آپ نے فرمائی تھیں۔

”تین ایسے نظریات اسلام کی طرف منسوب کر کے پیش کئے جارہے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں بیرونی دنیا میں اسلام کی تصویر ظالمانہ طور پر مسخ ہو کر پیش ہو رہی ہے اور ہر اسلامی ملک سے بھی امن اُٹھتا چلا جارہا ہے۔ پہلا نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ تلوار کا استعمال نظریات کی تشہیر میں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے اور تلوار کے زور سے نظریات کو تبدیل کر دینے کا نام اسلامی جہاد ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ عیسائیوں یا یہود یا ہندوؤں یا بدھوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کے نظریئے کو بزور تبدیل کریں لیکن خدا نے یہ حق سارے کا سارا مسلمانوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ کیسا غیر عادلانہ، کیسا جاہلانہ تصور ہے لیکن اسے اسلام کے نام پر ساری دنیا میں پھیلایا جارہا ہے۔

پھر دوسرا اجزو اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو کسی کا حق نہیں کہ اسے موت کی سزا دے۔ تمام دنیا میں جہاں کوئی چاہے اپنے دین کو چھوڑ چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتا رہے، دنیا کے کسی مذہب کے ماننے والوں کو حق نہیں کہ اسے موت کی سزا دیں لیکن اگر کوئی مسلمان دوسرا مذہب اختیار کرلے تو دنیا کے ہر مسلمان کا حق ہے کہ اس کی گردن اڑادے۔ یہ اسلام کا دوسرا ”منصفانہ“ اصول ہے جو اسلام کے علمبردار خدا اور قرآن کے نام پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کو زبردستی ان شہریوں پر بھی نافذ کریں جو اسلام پر ایمان نہیں لاتے لیکن دوسرے مذاہب کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی اپنی شریعت مسلمانوں پر نافذ کریں۔ چنانچہ اس نظریہ عدل کی رو سے یہود کو بھی یہ حق نہیں کہ مسلمانوں سے طالمود میں بیان کردہ سلوک کریں اور ہنود کو بھی یہ حق نہیں کہ مسلمانوں سے منوسمرتی میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق سلوک کریں۔ پس یہ تیسرا تصور عدل ہے۔ یہ صرف تین مثالیں ہیں لیکن حقیقت میں آپ مزید جائزہ لیں تو بہت سے اور امور بھی ایسے ہیں جن میں آج کے مولوی کا پیش کردہ تصور اسلام قرآن کریم کے واضح اور بین اصول عدل سے متصادم ہے اور اسے رد کرنے کے مترادف ہے۔ آج دنیا میں اسلام کے خلاف سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ہتھیار یہی وہ تین اصول ہیں جن کی فیکٹریاں مسلمان ملکوں میں لگائی گئی ہیں۔ یہود سب سے زیادہ کامیابی کے ساتھ ان تین اسلامی اصولوں کو یعنی، نعوذ باللہ من ذالک، اسلامی اصولوں کو، مولویوں کے بنائے ہوئے اسلامی اصولوں کو کہنا چاہئے، مغربی دنیا میں اور دوسری دنیا میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے تمہیں کس طرح امن نصیب ہو سکتا ہے؟ ان لوگوں سے ہمیں کس طرح امن نصیب ہو سکتا ہے جن کا انصاف کا تصور اور عدل کا تصور ہی پاگلوں والا تصور ہے۔ جس کے اندر کوئی عقل کا شائبہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ مسلمانوں کیلئے اور حقوق، غیروں کیلئے اور حقوق، سارے حقوق دنیا میں راج کرنے کے مسلمانوں کو اور سب غیر ہر دوسرے حق سے محروم۔ اگر، نعوذ باللہ من ذالک، یہ قرآنی اصول ہے تو لازماً ساری دنیا اس اصول سے متنفر ہوگی اور مسلمانوں کو امن عالم کیلئے شدید خطرہ محسوس کرے گی۔ پس صرف یہی کافی نہیں کہ غیروں سے ان زیادتیوں کے شکوے کئے جائیں جو مسلمانوں پر کی جاتی ہیں۔ اپنے پر بھی نظر ڈالنی چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ یہ زیادتیاں کیوں ہو رہی ہیں اور شاطر دشمن کس طرح مسلمانوں کے خلاف خود مسلمانوں کے بنائے ہوئے ہتھیاروں کو استعمال کر رہا ہے۔ پس امر واقعہ یہی ہے کہ اسلامی ممالک میں اسلام کی طرف منسوب ہونے والے نہایت مہلک ہتھیاروں کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور ملاں ان کارخانوں کو چلا رہے ہیں اور بھاری تعداد میں دشمن ممالک میں یہ دساور کو بھیجے جاتے ہیں اور ان کی برآمد ہوتی ہے اور پھر یہی ہتھیار عالم اسلام کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔

مسلمان سیاستدانوں کا فرض

میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمان سیاستدانوں کا بھی اس میں بہت بڑا قصور ہے۔ انہوں نے خود اسلام کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ملاں کے سپرد کر بیٹھے اور یقین کرلیا کہ ملاں اسلام کی جو بھی تصویر پیش کر رہا ہے وہی درست ہے لیکن ان کے ضمیر نے اور ان کی روشن خیالی نے اس تصویر کو رد کیا ہے لیکن یہ جرأت نہیں رکھتے کہ ان نظریات کو غیر اسلامی سمجھتے ہوئے بھی ان کی مخالفت کر سکیں۔ پس اس نفسیاتی الجھن نے تمام اسلامی سیاست کو مریض بنا رکھا ہے، دوغلہ اور منافق بنا دیا ہے۔ اپنے عوام ان ملانوں کے سپرد کر دیئے ہیں جو ازمنۂ وسطیٰ کی سوچ رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روشن زمانے سے روشنی حاصل نہیں کرتے۔ اسلئے جب انہوں نے اپنے عوام کو ہی ان کے ہاتھ میں دے دیا تو انکی طاقت سے ڈر کر وہ کھلم کھلا یہ کہنے کی جرات نہیں رکھتے کہ یہ اصول غلط ہیں کیونکہ وہ خود بھی ان کو، نعوذ باللہ، اسلامی اصول سمجھ رہے ہیں۔ پس اب وقت ہے کہ حکومتیں ہوش کریں اور عالم اسلام جو دو نیم ہوا پڑا ہے، سیاست کی دنیا الگ ہے اور مذہبی سوچ کی دنیا الگ ہے، اور ان دونوں کے درمیان تصادم ہے۔ یہ دوسرا خطرناک پہلو ہے جس کے نتیجے میں عالم اسلام کو خود اپنی طرف سے بھی خطرہ ہے اور اس خطرے کی بیخ کنی ضروری ہے بلکہ فوری ضروری ہے ورنہ ایک نئے جہان کا نظامِ نو بنانے میں مسلمان کوئی کردار ادا نہیں کر سکیں گے۔ پس ضروری ہے کہ مسلمان حکومتیں واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کریں کہ قرآن کے نظام عدل سے ٹکرانے والا کوئی نظریہ اسلامی نہیں کہلا سکتا۔ اس سے بڑی اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بار بار علماء کو چیلنج کریں کہ آؤ اور اس میدان میں ہم سے مقابلہ کرو۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا نظام عدل واضح اور بین اور غیر مبہم ہے اور عالمی ہے۔ قومی نہیں ہے۔ اگر عالمی نہ ہو تو نظام عدل کہلا ہی نہیں سکتا۔ بین الاقوامی ہے، Absolute ہے۔ پہلے اس بات پر بحث کرو کہ یہ ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم کے نظام عدل سے ٹکرانے والا ہر نظریہ غیر اسلامی ہے۔

دوسرے اس اعلان کی ضرورت ہے کہ ہر وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف غیر عادلانہ نظریہ منسوب کرے گا وہ کلام الٰہی کی گستاخی کا مرتکب شمار ہوگا اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا جائے کہ ہر وہ شخص جو حدیث رسول کی طرف قرآن کریم کے خلاف نظریات منسوب کرنے کی کوشش کرے، وہ کلام رسول کی گستاخی کا مرتکب شمار کیا جائے گا۔ یہ ایک ہی لائحہ عمل ہے جو عالم اسلام کے اندرونی تضادات کو دور کر سکتا ہے۔ اگر آج کسی سیاستدان کے دماغ میں روشنی ہے اور وہ تقویٰ رکھتا ہے اور انصاف کا دامن پکڑے ہوئے ہے، اگر آج اس میں یہ جرات ہے کہ حق بات کر سکے اور حق طریق پر کر سکے، اگر آج وہ اپنی قوم اور عالم اسلام سے محبت رکھتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اس میدان میں اسلام کے حق میں جہاد کا آغاز کرے ورنہ یہ میدان نہ جیتا گیا تو کوئی اور میدان نہیں جیتا جائے گا۔

اگرچہ ایک گونہ منافقت کے ذریعے مسائل ٹل رہے ہیں لیکن بلا ہمیشہ کیلئے سر سے اتر نہیں گئی۔ عالم اسلام میں ہم یہ واقعہ بار بار ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ جب بھی عالم اسلام کو کہیں سے کوئی خطرہ درپیش ہو وہیں ملائیت کو فروغ ملنے لگتا ہے اور ملائیت دماغوں میں زیادہ سے زیادہ نفوذ کرنے لگتی ہے اور اس وقت ایک انتہا پسند انقلاب کے خطرات سر پر منڈلانے لگتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اور بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اگر حکمت کے ساتھ بروقت اس کا انسداد نہ کیا گیا اور عوام کی سوچ میں اور سیاست کی سوچ میں مذہبی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے یکجہتی پیدا نہ کی گئی تو اسلامی ممالک ہمیشہ کمزور رہیں گے اور ہمیشہ اندرونی خطرات کی وجہ سے یہ زلزلوں میں مبتلا رہیں گے اور کبھی ان کو استحکام نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دوٹوک فیصلوں کی ضرورت ہے اور آج ان فیصلوں کی ضرورت ہے کیونکہ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اور وہ ہم سے مزید رحم کا سلوک نہیں کرے گا۔ رحم کا سلوک؟ کتنی دفعہ ہمیں سزا دے چکا ہے۔ کتنی دفعہ ہمیں دنیا میں ذلیل اور رسوا کر چکا ہے۔ اگر آج نہیں اٹھو گے تو پھر کبھی نہیں اٹھ سکو گے۔ اسلئے اُٹھو اور یہ فیصلے کرو اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ فیصلے کرو کہ حق کیلئے حق نام کی تلوار اٹھاؤ گے اور وہ نظریاتی جہاد شروع کرو گے جس کی قرآن کریم نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ تم پر اس جہاد کو واجب کر رہا ہے۔

اسلامی ممالک کیلئے حقیقی خطرہ

یہی وہ خطرات ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے، جن کی وجہ سے کسی اسلامی ملک میں حقیقی جمہوریت آ ہی نہیں سکتی۔ اگر جمہور کی بات کریں تو جمہور کی تعلیم و تربیت کا کوئی موثر انتظام نہیں ہے۔ نہ سیاسی سوچ میں انکو شامل کیا جاتا ہے، نہ مذہبی سوچ میں ان کو شامل کیا جاتا ہے بلکہ حکمران طبقہ ان کے نام پر ووٹ لے کر، ابھر کر ایک نیا تشخص حاصل کر لیتا ہے۔ پس ایسے ملک جہاں حکمران طبقے اور عوام الناس میں سوچ اور مذہبی خیالات کی ہم آہنگی نہ ہو وہاں اگر جمہوریت آ بھی جائے تو آمر پیدا کر سکتی ہے جمہوری حکمران پیدا نہیں کر سکتی اور دنیا میں بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ جمہوری عمل کے ذریعے آمر پیدا ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ خطرہ یہ ہے کہ چونکہ مسلمان حکمرانوں کو ہمیشہ یہ خطرہ دامنگیر رہتا ہے کہ ملائیت ہمارے عوام کو کہیں اس حد تک اسلام کے نام پر ہمارے خلاف نہ کردے کہ ہمارے خلاف کسی قسم کا انقلاب برپا ہو جائے۔ اس خطرے کے پیش نظر وہ ضرور آمر بننا شروع ہو جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ جبر کو اختیار کرنے لگتے ہیں اور چونکہ جن پر ظلم کیا جاتا ہے وہ عوام کی نظر میں اسلام کے سچے ہمدرد ہوتے ہیں اسلئے دن بدن علماء کے حق میں اور سیاستدانوں کے خلاف نفرت کے جذبات بڑھتے

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ماں باپ اور ولی کی پہلی اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ رشتہ ناطہ کے معاملہ میں انتہائی عاجزانہ دعاؤں سے آغاز کریں۔ کوائف کی تصدیقات مہیا کرنا جماعت کی ذمہ داری ہے۔ جب کوائف میسر آجائیں تو دعا اور استخارہ کے بعد خود فیصلہ کریں

رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اہم نصائح۔ اگر آپ ان نصائح کو پلّے باندھ لیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ رشتہ ناطہ کے اکثر مسائل حل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲/مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۲/امان ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. (سورۃ النساء:۲)

سورہ النساء کی یہ دوسری آیت ہے۔ دوسری آیت اس لئے میں نے کہا ہے کہ ہم بسم اللہ کو پہلی آیت گنتے ہیں۔ جب بسم اللہ کو پہلی آیت گنتے ہیں تو اُس کو پہلی آیت کہیں گے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ کا اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا ہے اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

جیسا کہ اس آیت کریمہ کی تلاوت سے ظاہر ہو جاتا ہے آج پھر میں رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں ہی کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں، ان کو دور کرنا ہے اور بہت سی مشکلات ہیں جن کی طرف توجہ دلانی ہے پہلے میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابو حاتم مُزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہوں شادی کا پیغام لے کر آئے تو اسے رشتہ دے دو۔ اس کا دین اور اخلاق ہی ہیں جن کو اہمیت دینی چاہئے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر اس میں کوئی بات ہو تو پھر بھی۔ اس پر آپؐ نے اصرار سے فرمایا جب تمہارے پاس وہ شخص شادی کا پیغام لے کر آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے نکاح کر دو۔ اور یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔ (ترمذی۔ کتاب النکاح۔ باب اِذَا جَاءَ کُم مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ ......) اب "اس میں کوئی بات ہو" سے مراد یہ ہے کوئی نقص ہو۔ تو اس کے باوجود اگر اس کے دین اور اخلاق پسند ہوں تو ایسے رشتے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ بہت اچھے نباہے جاتے ہیں۔

شادی سے پہلے حسن نیت سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور ایک آدمی کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا۔ جو شخص اللہ اور رسول کی خاطر ہجرت کرتا ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کیلئے ہو گی۔ اب یہ ضمناً لوگوں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ یہاں بہت سے مہاجر آتے ہیں کچھ جو مجبور اُواقعی تکلیفوں کی وجہ سے ہجرت کرتے ہیں وہ اللہ اور رسول کیلئے ہجرت کرتے ہیں۔ کچھ جو پیسے دے دلا کر اور جھوٹ بول کر صرف اچھی کمائی کی نیت سے باہر آتے ہیں تو اللہ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا ان لوگوں کی ہجرت کمائی کی خاطر ہی سمجھی جائے گی۔ کچھ ایسے ہیں جو دنیا کے حاصل ہونے یا کسی عورت سے وہاں جا کر نکاح کرنے کیلئے ہجرت کرتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ دیکھو اس زمانے کا حال بھی اُس زمانے کے رسول پر بھی ظاہر تھے جو اس زمانے کا بھی ہے اور آئندہ زمانوں کا بھی۔ آج کل بہت کثرت سے یہ بات ہو گئی ہے کہ ہجرت کرتے ہیں تو صرف خوبصورت، باہر کی بیرونی لڑکی سے شادی کی خاطر تاکہ اس طرح پھر بیرونی ممالک کے ویزے اور پاسپورٹ بھی مل جائیں اور رشتہ بھی ہو جائے۔ یہ رشتہ دھوکے ہیں جن کو میں بالکل واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایسے لڑکے کو اگر کوئی لڑکی اچھی مل بھی جائے تو خدا کے نزدیک وہ ہجرت اس عورت کی خاطر ہو گی اللہ کی خاطر نہیں ہو گی۔

ایک اور حدیث میں منگنی پر منگنی کا پیغام دینے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ عبد الرحمٰن بن شماسہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عقبہ بن عامرؓ کو ممبر پر خطاب کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن، مومن کا بھائی ہے۔ پس کسی مومن کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے طے کردہ سودے سے بڑھ کر سودا لگائے۔ یعنی اگر سودا چل رہا ہو کسی چیز کا تو جب تک وہ سودا طے نہ ہو جائے اس وقت تک خاموش رہے۔ اگر وہ سودا ردّ کر دیا جائے تو پھر دوبارہ اپنا سودا بڑھ کر بھی لگا سکتا ہے مگر اس سے پہلے نہیں۔ اسی طرح اس کیلئے یہ بھی جائز نہیں کہ اس کی منگنی پر منگنی کا پیغام دے۔ پس اگر پتہ لگ جائے کہ کسی کی منگنی کا پیغام ہوا ہوا ہے تو اس وقت تک خاموشی اختیار کرنی چاہئے جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ یعنی جس نے پیغام دیا ہے یا جس کا پیغام دیا ہوا ہے دونوں میں سے کوئی بھی اس رشتہ کو چھوڑ دے تو پھر نیا رشتے کا پیغام دیا جا سکتا ہے۔

ایک حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔ تو جو پہلے اشارہ تھا وہ اسی طرف تھا کہ شکل دیکھ کر ایسی بات اگر کوئی نظر آئے جو ناپسندیدہ رہے اور ہمیشہ کھٹکتی رہے تو اس شادی سے بھی احتراز کرنا چاہئے۔ تو آنحضورؐ نے اس سے پوچھا کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ تم مہر کیا رکھو گے؟۔ اس نے کہا چار اوقیہ چاندی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چار اوقیہ! گویا تم اس پہاڑ کے گوشہ سے چاندی کھود کے اسے دو گے۔ اس زمانہ میں چار اوقیہ،

غربت کا زمانہ تھا بہت بڑی چاندی سمجھی جاتی تھی اور ایک بڑا مہر سمجھا جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم تمہیں دیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ وہ آدمی غریب ہوگا تو رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ مجھ سے اجازت لے لیگا تو پھر مجھ سے ہی مطالبہ کرے گا۔ تو فرمایا ہمارے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ تمہیں بری کیلئے یا مہر کیلئے اتنا دیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی مہم پر بھجوادیں وہاں تم کچھ مال غنیمت حاصل کر لو۔ پھر آپؐ نے ایک دستہ بنی عبد کی طرف بھجوایا تو اس شخص کو اس دستہ میں بھجوایا اور یہی گمان ہے کہ وہاں سے وہ اپنے مہر کی رقم اچھی وصول کر کے آیا۔

وٹہ سٹہ کی شادیوں کا بھی ایک رواج ہے اور اس کو آنحضرت ﷺ نے سخت ناپسند فرمایا ہے۔ ایک بھائی کی کسی جگہ شادی ہو تو اس کی بہن کے رشتہ دار کے ساتھ اپنی بہن کی شادی بھی ہو سکتی ہے مگر شرط یہ نہیں ہو سکتی کہ نکاح کا پیغام تب دیں گے جب تم اس کے جواب میں ہماری بہن کے لئے پیغام دو گے۔ یہ رشتے ہمیشہ بُری طرح ناکام ہوتے ہیں اور اگر ایک شخص اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے تو دوسرا بغیر اس کے کہ وہ بیوی کو دیکھے کہ اچھی ہے یا بری ہے وہ اس پر ظلم شروع کر دیتا ہے۔ تو اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے سخت ناپسند فرمایا ہے۔ فرمایا شغار سے توبہ کرو، شغار نہ کیا کرو اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ وہ شخص اس کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہ دے گا اور ان دونوں شادیوں کا مہر طے نہ کیا جائے۔ بھی اس میں خرابی رکھتے ہیں کہ مہر کو طے نہیں کرتے۔ تو اس قسم کی شادیوں کا رواج ہمارے جھنگ میں جانگلیوں میں ابھی تک ہے یعنی بہت بوڑھا آدمی کسی چھوٹی لڑکی سے شادی کر لیتا ہے اور اس کے بدلے پھر اپنی بیٹی کو اس کے کسی گھر کے مرد سے بیاہ دیتا ہے۔ تو یہ دونوں ہی بہت ہی ناپسندیدہ رشتے ہیں جو کہ مکروہ ہیں اور ان سے جماعت کو توبہ کرنی چاہئے۔

بیوگان کا رشتہ کروانا چاہئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں "جس عورت کو رسول اللہ (ﷺ) پیارا ہے، اس کو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کر لے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۴۷)

"ایک سوال ہوا۔ ایک عورت تنگ کرتی ہے کہ سودی روپیہ لے کر زیور بنادو اور اس کا خاوند غریب ہے۔

جواب:- وہ عورت بڑی نالائق ہے جو خاوند کو زیور کے لئے تنگ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سودی روپیہ لے کر زیور بنادے۔ پیغمبر خدا ﷺ کو ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا اور آپؐ کی ازواج نے آپؐ سے بعض دنیوی خواہشات کی تکمیل کا اظہار کیا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان کو فقیرانہ زندگی منظور نہیں ہے تو ان کو کہہ دے کہ آؤ تم کو الگ کر دوں۔ انہوں نے فقیرانہ زندگی اختیار کی، آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہی بادشاہ ہو گئیں"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو بعد میں بہت کچھ عطا کیا۔ "یہ صرف خدا تعالیٰ کی آزمائش تھی"۔

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ ۱۴۸)

"ایک شخص کی درخواست پیش ہوئی کہ میری ہمشیرہ کی منگنی مدت سے ایک غیر احمدی کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اب اس کو قائم رکھنا چاہئے یا نہیں؟ فرمایا: "ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے" (ملفوظات جلد پنجم۔ جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۲۳۱)۔

یہ کہہ کر کہ غیر احمدی سے پہلے سے وعدہ کیا ہوا ہے، یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جہاں نہیں کرنی چاہئے وہاں بہر حال وعدہ کو توڑنا زیادہ مناسب ہے۔

ایکدفعہ صبح سیر پر جا رہے تھے تو یہ سوال اٹھا کہ مہر کتنا ہونا چاہئے۔ فرمایا: "تراضی طرفین سے جو ہو اُس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے"۔ یہ ایک عام محاورہ ہے شرعی مہر۔ اُس زمانہ کے حالات بالکل اَور تھے، اس زمانہ کے حالات بالکل اَور ہیں۔ حق مہر اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق رکھنا چاہئے۔ "ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اَور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے"۔ آج کل تو لاکھ روپے اب بھی بہت ہیں لیکن مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو لاکھ روپے کی کروڑوں کی قیمت تھی تو بعض نمود کی خواہش کے طور پر، بتانے کے لئے کہ ہم اتنا حق مہر رکھ رہے ہیں وہ رکھ دیتے ہیں۔ صرف ڈراوے کے لئے رکھا جاتا ہے تاکہ مرد قابو میں رہے اور کبھی اس لڑکی کو طلاق دینے کا سوچ بھی نہیں کیونکہ اپناوہ حق مہر ادا کرنا پڑے گا۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ یہ ہے: "میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازعہ آپڑے تو جب تک اس کی نیّت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مُہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقررہ مہر نہ دلایا جاوے"۔ تو ہمارے جو قضاء کے معاملات ہیں اُن میں بھی اس بات کو خوب اچھی طرح مدنظر رکھنا چاہئے کہ ایک رسمی مہر کے نتیجہ میں ایک غریب آدمی پر ہرگز یہ بوجھ نہیں ڈالا جاسکتا کہ جو مہر رکھا گیا تھا اتنا ہی وہ ادا کرے۔ اس کے حالات ہوں گے وہ دیکھ کر قضاء فیصلہ کر سکتی ہے کہ جتنی اس کی توفیق ہے اس کے مطابق حق مہر ادا کرے اور پہلا جو رکھا ہوا تھا وہ فرضی تھا۔ فرماتے ہیں: "بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون"۔

(ملفوظات جلد سوم۔ جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۲۸۴)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات اور آنحضور ﷺ کی اصولی ہدایت بیان کرنے کے بعد میں رشتہ ناطہ کے روزمرہ مسائل سے متعلق کچھ آپ کے سامنے باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔ رشتہ ناطہ سے متعلق جب سے میں نے اعلان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تحریک پیدا کی ہے میرے دل میں اور رؤیا میں بھی دیکھا کہ رشتہ ناطہ کی طرف خصوصیت سے توجہ ہو تو اس ضمن میں مجھے حیرت ہوئی کہ بہت ہی زیادہ یہ شعبہ عدمِ توجہ کا شکار ہوا تھا۔ بے شمار لڑکیاں ایسی علم میں آئیں جن کی شادی کی ماں باپ کو بھی پرواہ نہیں تھی اور اس تحریک کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہی وہ سامان پیدا کر رہا ہے کہ بہت اچھے اچھے رشتے ہو رہے ہیں۔ لیکن اس کا ایک غلط مطلب نکالنا عام ہو گیا ہے اور پاکستان کے لوگ خصوصیت سے یہ سمجھتے ہیں کہ رشتہ ناطہ کی تحریک کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی بچیوں کی سب کی شادیاں انگلستان میں کردوں یا جرمنی کردوں۔ یہ بالکل دھوکا ہے میں نے ہرگز کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ رشتہ کے بہانے پاکستان یا باہر انگلستان وغیرہ کی لڑکیوں کو باہر انگلستان بلایا جائے گا یا جرمنی بھجوایا جائے گا۔ رشتہ ناطہ ایک الگ مسئلہ ہے اس میں بچیوں کی عمریں برباد نہ کریں اور اچھا رشتہ جس میں دین کو اہمیت ہو اور اخلاق کو اہمیت ہو وہ اگر پاکستان میں میسر آئے تو وہاں کیا جائے، ہندوستان میں میسر آئے تو وہاں کیا جائے، بنگلہ دیش میں میسر آئے تو وہاں کیا جائے تو رشتہ ناطہ کو ولایت آنے کے بہانہ کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

پس ہر جگہ ملکوں کو رشتہ ناطہ کے شعبہ کو بہت منظم کرنے کی تاکیدیں کی جاچکی ہیں اور جہاں تک میرا علم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ توجہ سے رشتہ ناطہ کے شعبے کام کر رہے ہیں۔ تو اپنے اپنے ملک میں رشتہ ناطہ کے شعبہ سے رابطہ پیدا کریں اور اگر وہ بے احتیاطی برتیں یا عدم توجہی کا سلوک کریں تو پھر مجھے لکھیں پھر میں ان کو پکڑوں گا انشاء اللہ۔ آپ کی مشکلات ہر صورت میں حل کرنے کی کوشش کی جائے گی مگر کامیابی یقیناً ہو جائے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کئی حالات ایسے ہوتے ہیں جن میں بعض بچیوں کی شادی نہیں ہو سکتی۔ وہ مجبوری کے حالات ہیں۔ مگر ایسی بچیوں کے متعلق کم سے کم اتنی احتیاط کرنی چاہئے کہ حسن سلوک کیا جائے۔ میں ابھی آپ کے سامنے مثالیں رکھوں گا کہ بعض بچیوں کے قد چھوٹے ہیں، بعض بدصورت ہوتی ہیں ان سے حسن سلوک کا معاملہ نہیں کیا جاتا

ارشاد نبویؐ

اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-5222, 248-1652, 243-0794

رہائش- 237-0471, 237-8468

اور بہت ہی دلآزاری کا سلوک کیا جاتا ہے۔ تو کئی بچیوں نے مجھے اس قسم کی شکایتیں بھیجی ہیں جو میں اب آپ کے سامنے رکھوں گا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بچیاں جن کے متعلق یہ شکایت ہے کہ قد چھوٹا ہے یا شکل خراب ہے تو پہلے کیوں نہیں ان کے متعلق پتہ کرتے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ پتہ نہ لگے کہ کسی لڑکی کی شکل کیسی ہے یا قد کتنا ہے۔ یہ سارے کوائف رشتہ ناطہ کے جو رجسٹرز ہیں ان میں بھی درج ہوتے ہیں اور دوسروں سے خموشی سے پتہ کیا جاسکتا ہے بجائے اس کے کہ کسی لڑکی کے والدین سے یا لڑکی سے کچھ بات کی جائے۔ پہلے اچھی طرح پتہ کرلیں پھر اگر نیت ہو تو ان کے پاس جائیں ورنہ نہ جائیں۔ اس سے تو بے چاری بچیوں کی بہت دلآزاری ہوتی ہے اور مجھے کثرت سے ایسی بچیاں شکایتوں کے خط لکھتی ہیں۔

بعض لڑکی دیکھنے آتے ہیں اور مکان دیکھ کر چلے جاتے ہیں یعنی لڑکی اچھی بھی ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ اس قد چھوٹا ہو یا بد صورت ہو، اچھی خوبصورت لڑکیوں کے بھی وہ شوق سے رشتے لینے جاتے ہیں اور تبصرہ لڑکی پر نہیں بلکہ مکان پر ہو رہا ہوتا ہے کہ اچھا آپ کا مکان اتنا سا ہے۔ ایسی بداخلاقیاں جماعت میں رواج نہیں پکڑنی چاہئیں۔ بعض لوگوں کی اپنی بہو بیٹیاں بھی ہوتی ہیں ان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ان کے ساتھ اگر کوئی یہ سلوک کرے گا تو ان کو کیسا محسوس ہوگا۔

بعض لڑکے جہیز اور جائیداد کے لالچی ہوتے ہیں پھر بعض توفیق سے بڑھ کر مہر باندھتے ہیں۔ مہر کے متعلق تو میں بیان کرچکا ہوں لیکن جہیز اور جائیداد کی لالچ میں جو لڑکے شادی کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق میں بتا دیتا ہوں کہ جماعت کو ہرگز ان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور کہنا چاہئے تم جاؤ جہاں چاہو بھاگے پھرو جماعت تمہارے ساتھ مدد کا کوئی سلوک نہیں کرے گی۔ اگر تمہیں اپنی مرضی کی جائیداد چاہئے تو جہاں مرضی کرلو۔ احمدی لڑکیوں کو بیچاریوں کو کیوں خراب کیا جائے۔

بعض کہتے ہیں لڑکی خوبصورت ہو اور لمبی ہو اور سمارٹ ہو اور اپنی صورت کبھی آئینہ میں نہیں دیکھتے۔ بعض کے قد ٹھگنے ہوتے ہیں اور خود سمارٹ نہیں ہوتے لیکن لڑکی ایسی چاہتے ہیں۔ کبھی کبھی شیشہ بھی دیکھ لیا کریں اور یاد رکھیں کہ بعض دفعہ لڑکی بد صورت بھی ہو اگر خاوند خوش اخلاق ہو سیرت کی قدر کرنے والا ہو تو میرے علم میں ایسے رشتے ہیں کہ خاوند بیوی کے حسنِ خلق پر جان نچھاور کرتے ہیں اور بہت ہی عمدگی کے ساتھ ان کا نباہ ہوتا ہے۔ پس شکل وصورت کو غیر معمولی اہمیت دینا آپ کیلئے نقصان دہ ہے۔ میں آپ کے فائدہ کی بات کر رہا ہوں اگر اچھی شکل مل جائے تو بہت بہتر ہے لیکن اگر نہ ملے تو حسن خلق اور دین کو بہر حال ترجیح دینی چاہئے۔ ورنہ بعض اوقات تو لڑکیاں پھر انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں کہ ماں باپ اچھا رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔ ان کا معیار اور ہے اور اس معیار کے رشتے ملتے نہیں ان کو یہاں تک کہ پڑی پڑی گھروں میں بوڑھیاں ہو جاتی ہیں۔

اور بعض لڑکوں کے متعلق تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ ان کی نیت گندی ہے، شادی کی نیت نہیں بلکہ پیسہ کمانے کی نیت ہے۔ لیڈی ڈاکٹر یا کسی پروفیشنل لڑکی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ شادی وہاں کریں گے جہاں کوئی لیڈی ڈاکٹر ہو یا اس کا کوئی پروفیشن ہو۔ تو کمائی کیلئے انہوں نے اگر کچھ کرنا ہے تو پھر کمائی کے لئے نوکر رکھ لیں لیکن یہ کہ بیہودگی ہو۔ یہ شادی تو نہیں ہو سکتی پھر۔ یہ شادی محض فرضی اور ناجائز ہے اور کبھی بھی نہیں نبھتی۔ جو کمائی کیلئے شادی کرتے ہیں پھر کمائی والی عورتیں جو کماتی ہیں وہ ایسا تیسا کرتی ہیں ان کے ساتھ۔ ذرا سا آپس میں اختلاف ہو جائے تو وہ کہتی ہیں جاؤ بھاگے پھرو، روٹی ہماری کھاتے ہو اور ہم سے باتیں کرتے ہو۔ تو یہ صرف حرص کی باتیں ہیں جو بہت ناپسندیدہ ہیں۔

پھر بہت زیادہ تعلیم کو دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ لڑکیاں زیادہ تعلیم یافتہ ہو جاتی ہیں تو اس سزا میں یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ان کی شادی نہ کروائی جائے کبھی۔ یہ جو کمپلیکس ہے، احساس کمتری کہ خاوند کی تعلیم تھوڑی ہے اس لئے میں کیا کروں گی، کیا جواب دوں گی لوگوں کو، یہ نہایت بیہودہ طریق ہے۔ خاوند کی تعلیم اگر تھوڑی بھی ہو، اخلاق اچھے ہوں اور شکل صورت مناسب ہو تو زیادہ تعلیمیافتہ لڑکی کو اس کے ساتھ بیاہ دینا چاہئے۔ ہم نے تو دیکھا ہے کہ بعض دفعہ کم تعلیمیافتہ مرد کی زیادہ تعلیمیافتہ لڑکی سے شادی کروائی جائے تو زندگی بھر بہت اچھا نباہ ہوتا ہے۔ پس یہ دیکھیں کہ خوش رہتے ہیں کہ نہیں اور ان کی خوشی کا سامان کرنا چاہئے۔

بعض لوگ اپنے ملک یا اپنے شہر سے باہر شادی نہیں کرنا چاہتے کہ بیٹی ہمارے پاس رہے یہ بھی ایک زبردستی کی شرط ہے جو مناسب نہیں۔ اگر حضور اکرم ﷺ کی نصائح پر عمل کیا جائے تو دین کو حتی المقدور ترجیح دینی چاہئے یعنی دین اچھا ہو اور کوئی ایسے نقص نہ ہوں جو بعد میں ہمیشہ کیلئے دل میں خلش پیدا کریں۔ تو درمیانی صورتِ حال ہو، صورت بہت اچھی نہ بھی ہو تو مناسب ہو، قابل قبول ہو اور دین اور اخلاق اچھے ہوں تو ایسی شادی اللہ کے فضل سے بہت کامیاب ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک یہ بھی لڑکوں میں رواج چل گیا ہے کہ غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرلیتے ہیں۔ غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرنے پر ان کو جماعت سے خارج تو نہیں کیا جائے گا لیکن وہ اپنی اولاد کو جماعت سے خود ہی خارج کرلیتے ہیں کیونکہ غیر احمدی لڑکیاں وہی ماحول کے بداثرات ساتھ لے کے آتی ہیں اور بچے تربیت کے معاملہ میں باپ سے زیادہ ماں کے محتاج ہوتے ہیں اور تبھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔ مگر اگر ماؤں کا دین غلط ہو تو یہ خیال کریں کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے، ان کے پاؤں تلے جہنم بھی ہو سکتی ہے۔ تو دین کو ترجیح دیں باقی چیزوں کو بعد میں پیچھے رکھیں۔ دین بہر حال غالب رہنا چاہئے۔ اگر اولاد کو اپنا بنائے رکھنا چاہتے ہیں کہ اولاد کی دنیا اور عاقبت دونوں ٹھیک رہیں تو ایسی بیویاں گھر میں لائیں جو ان کی اچھی تربیت کرنے والی ہوں۔

اب ایک دو چند عمومی نصیحتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ رشتہ خواہ بیٹی کا پیشِ نظر ہو یا بیٹے کا یا کسی اور عزیز کا، ہر صورت میں ماں باپ کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ رشتہ کے مسئلہ کا انتہائی عاجزانہ دعا کے ساتھ آغاز کریں۔ دعاؤں کو رشتہ میں بہت اہمیت ہے اور دعاؤں کا اثر اولاد پر بہت دور تک پڑتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نمونہ کو دیکھیں کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کیلئے بہت پہلے ہزاروں سال پہلے سے دعا کی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ تو جو تھے وہ بہر حال اللہ کی تقدیر میں بنا ہی تھا لیکن ان دعاؤں کا بھی ضرور دخل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کا یہ احسان کبھی بھی نہیں بھلایا اور اپنے اوپر درود میں حضرت ابراہیمؑ پر درود بھی لازم کردیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کیلئے شادی سے پہلے سے دعائیں کی ہوئی تھیں تو دعاؤں میں ضرور اپنی اولاد کو یاد رکھا کریں اور اس کے نتیجہ میں جو رشتے بھی ان کے ہوں گے وہ بھی اللہ کے فضل سے اچھے ہوں گے۔

بعض لوگ خاندانوں کی ظاہری شان و شوکت کی خاطر شادی کرلیتے ہیں یا محض مال اور حسن و جمال کی وجہ سے شادی کرلیتے ہیں ایسے گھرانوں کے انتخاب اور پسند کے پیمانے دنیا کے تابع ہونے کے باعث کبھی درست ثابت نہیں ہوتے۔

نکاح کے وقت جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں ان میں قول سدید سے تعلق رکھنے والی آیت مرکزی نقطہ رکھتی ہے، مرکزی اہمیت کی حامل ہے اور مرکز ہی میں یہ بیان کی گئی ہے۔ قولِ سدید سے یہ مراد نہیں کہ سچ بولا جائے، قول سدید سے مراد یہ ہے کہ سچ ایسا بولا جائے کہ اس سے غلط مطلب نکلنے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ ورنہ بسا اوقات انسان ایک سچی بات کرتا ہے اور پھر بھی بعض باتوں کو پوشیدہ رکھ لیتا ہے اور کہتا ہے میں نے جھوٹ تو نہیں بولا۔ یہ باتیں بیان ہی نہیں کیں جو تھیں۔ اگر یہ کہا جائے مثلاً کہ میری بیٹی کو مرگی نہیں ہے اور مرگی

تبلیغ دیں و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

نکلے یہ تو جھوٹ ہے۔ لیکن بعض سمجھتے ہیں یہ کہنا ضروری تو نہیں کہ مرگی ہے اور کہتے ہیں ہم نے تو سچ بولا ہے۔ لیکن قولِ سدید کا تقاضا ہے کہ کہا جائے کہ مرگی کی تکلیف ہے اور پھر اس کو سوچنے سمجھنے کے بعد اگر کوئی اس بچی سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے شمار دنیا میں ایسے لوگ ہیں جن کو مرگی کی تکلیفیں ہیں اور ان کے خاوندان سے بہت خوش ہیں، آگے ان کی اولاد بھی اچھی پیدا ہوئی ہے، تو اس لئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مرگی والوں کی شادی ہی نہ ہو، میں نے تو ہزارہا معاملات دیکھے ہیں جن میں مرگی والی شادی ہوئی اور اچھے نباہ بھی ہوئے ہیں لیکن پہلے بتانا ضروری ہے۔

ایک شادی کا معاملہ تھا مجھے بتایا گیا کہ اس کی ہونے والی ساس نے اس کو قبول کر لیا۔ وہ لڑکی بہت ہی حیا والی اور غیرت والی اور قول سدید والی تھی۔ اس نے خود مجھے کہا کہ میری ہونے والی ساس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ مجھے مرگی کی تکلیف رہی ہے اگرچہ اب اللہ کے فضل سے وہ تکلیف ہٹ بھی چکی ہے لیکن میں ہرگز شادی نہیں کروں گی جب تک آپ پہلے اس کو یہ نہ بتا دیں کہ اس بچی کو مرگی کی تکلیف رہی ہے۔ جب میں نے بتادیا تو اس کی ہونے والی ساس نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اس نے کہا اللہ کا احسان ہے کہ اتنی نیک فطرت بچی میری بہو بن رہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مرگی سے جس طرح پہلے نجات بخشی ہے آئندہ بھی انشاء اللہ نجات بخشے گا اور اگر خدانخواستہ کبھی دورہ ہو بھی جائے تو میں اور میرا بیٹا ہرگز اس کو برا نہیں منائیں گے۔ پس قول سدید کے نتیجہ میں بہت سے فوائد ہوتے ہیں اور کئی خرابیوں سے انسان بچ جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دین کو جہاں اہمیت دی ہے وہ درست ہے کہ دین کو بہر حال اہمیت دینی چاہئے مگر کفو کا بھی ساتھ ہی ذکر فرمایا ہے۔ کفو سے بہت سی باتیں مراد ہوتی ہیں۔ یعنی جس طرح قرآن کریم میں سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ اس کا کفو بھی ہونا چاہئے۔ کوئی نہ کوئی آپس میں ملنے جلنے کیلئے کوئی قدر مشترک بھی تو ہونی چاہئے۔ اگر کفو نہ ہو تو اس سے رشتے اکثر خراب ہو جاتے ہیں خواہ دین ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دین کو اپنی جگہ رکھ کر اسی کو اولیت دینے کے باوجود جب کفو کا فرمایا ہے تو ہر ممکن کوشش ہونی چاہئے کہ میاں بیوی کا کچھ جوڑ تو ہو اور شکل صورت کا یا خاندان کا یا ماحول کا یا رہن سہن کی طرز کا آپس میں کوئی جوڑ ہو تا کہ پھر رشتے اچھے قائم ہو سکیں۔

بعض رشتے میرے علم میں ہیں جو آخر ٹوٹ گئے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ایک شخص کی کھانے کی عادت جو تھی وہ بہت ناپسندیدہ تھی اور بیوی کے اندر نفاست پائی جاتی تھی اور روزانہ جو دیکھتی تھی کہ اس طرح کھانا کھاتا ہے، منہ میں انگوٹھا ڈال دیتے ہیں بعض دفعہ، تو اس سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا ہر چیز دوسری ٹھیک تھی۔ تو اس لئے اس کو کفو کہتے ہیں کہ تہذیب دونوں کے اندر برابر پائی جائے۔ رہن سہن اٹھنے بیٹھنے کے انداز اچھے ہوں۔ اگر یہ باتیں بھی دیکھی جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے بہت کامیاب ہوتے ہیں۔

اب میں بتاتا ہوں کہ ہم نے جو اقدامات کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ امراء کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ذیلی تنظیموں خصوصاً انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ سے ضرور مدد لیں اور رشتہ ناطہ کے شعبہ کی فائلیں بنائیں، شادی کے قابل تمام لڑکوں اور لڑکیوں کے مکمل کوائف اکٹھے کریں۔ اگر اپنے طور پر لوگوں کے کوائف بھجوانے کا انتظار کرتے رہیں گے تو اکثر لوگوں میں یہ خرابی پائی جاتی ہے کہ لڑکوں کے کوائف تو نہیں بھیجتے، وہاں تو اپنی مرضی کرتے ہیں زبردستی۔ اور لڑکی کے بھیج دیتے ہیں۔ یعنی لڑکوں کی شادی کرانے کے وہ ذمہ دار اور لڑکیوں کی شادی کرانے کی جماعت ذمہ دار۔ یہ تو تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى یہ تو نامناسب تقسیم ہے۔ خدا کا خوف کریں لڑکیوں کے کوائف جہاں بھیجتے ہیں لڑکوں کے بھی کوائف بھیجیں اور دونوں کے متعلق اگر جماعت بیک وقت غور کرے تو بہت بہتر رشتے تجویز کر سکتی ہے۔ ہاں رشتہ تجویز کرتے وقت آخری ذمہ داری اسی کی ہوگی جس نے رشتہ قبول کیا یا اس کا انکار کیا۔ جماعت صرف مدد کیلئے کوائف بھیج دیتی ہے۔ ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کوائف کو ضرور منظور کرو۔ منظور یا نامنظور کرنا آخر آپ کا اپنا کام ہوگا۔ کوائف بھیجنے میں، درست تصدیقات مہیا کرنے میں جماعت کی ذمہ داری ہے۔

جب کوائف آپ کو میسر آجائیں پھر دعا اور استخارہ کے بعد فیصلہ کریں۔ لیکن استخارہ کے متعلق یہ غلط فہمی میں دور کرنا چاہتا ہوں کہ استخارہ میں ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین خبر ملے اس کو اِسْتِخْبَارَہ کہا جاتا ہے۔ استخارہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ خیر طلب کی جائے۔ پس اللہ سے رشتوں میں خیر طلب کی جائے۔ اگر کچھ عرصہ دعاؤں کے بعد دل کو تسلی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ دل کو پھیر دے تو یہی استخارہ کا مقصد ہے۔ اور دعائے خیر کرنے کے نتیجہ میں دل کو تسلی ہو جائے تو اس کا مطلب ہے کہ پھر باقی کوائف دیکھ کر دین اور دنیا اور باقی کفو وغیرہ دیکھ کر اس میں شادی کا فیصلہ خود کریں۔ جماعت پر اس کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ صرف یہی کافی ہے جماعت کیلئے کہ حالات معلوم کرنے میں، صحیح کوائف مہیا کرنے میں ہر قسم کی مدد کرے۔

اب صحیح کوائف کے متعلق اتنا ضروری ہے کہ جماعت سے مدد لی جائے کہ بعض لوگ جاتے ہیں ربوہ یا قادیان وغیرہ اور جا کے لالچ دیتے ہیں اپنے بیٹے کے متعلق کہ بہت بڑا کاروبار ہے بہت بڑی آمد ہے اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ لیکن باہر جا کر پتہ چلتا ہے کہ کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے اور جماعت سے بھی تعلق یونہی واجبی سا ہی ہوتا ہے تو یہاں آکر پھر وہ بچیاں خراب ہوتی ہیں اور بہت سخت رشتہ ناطہ کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ شادیاں اکثر ٹوٹ جاتی ہیں۔ زیادہ تر ظلم بچیوں پر ہی ہوتا ہے۔ تو ان کے ماں باپ باہر کی لالچ نہ کریں۔ ولایت بھجوانے کیلئے اگر لڑکے کے کوائف اونچی شان کے بھی ملیں تو جماعت سے پہلے پوچھیں۔ اگر جماعت ان کو بتادے کہ ہاں یہ لڑکا اچھے اخلاق کا ہے اور مناسب آمد جتنی اس نے بتائی ہے اتنی ہی ہے تو پھر بے شک اس سے شادی کر دیں اس کی لیکن اپنی بچیوں پر خود ظلم نہ کریں۔

لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کے گلوں پر چھریاں نہ پھیریں ساری عمر وہ ترستی اور تڑپتی رہ جاتی ہیں اس لئے بیٹیوں کا معاملہ تو بہت ہی زیادہ اہم ہے ہمیشہ جماعت سے ان کے کوائف معلوم کر کے لڑکے کی طرف سے جس طرح پاکستان یا ہندوستان وغیرہ میں لالچ دی جاتی ہے اس کے کوائف معلوم کر لیں، جماعت انشاء اللہ اس معاملہ میں بہت احتیاط برتتی ہے اور اگر جو بھی جماعت کوائف مہیا کرے، اِلاّ ماشاء اللہ وہ ہمیشہ ٹھیک ہی ہوتے ہیں، تو اس خصوصی نصیحت کی مجھے اس لئے ضرورت پڑی ہے کہ آجکل رشتہ ناطہ کا بہت ہنگامہ ہوا ہوا ہے بہت شور ہوا ہے اور میری نصیحت کو غلط سمجھنے کی وجہ سے میری خواب کا غلط مطلب و نتیجہ نکالنے کی وجہ سے بہت سی خرابیاں مسلسل جاری ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ جب اس نے مجھے حکم دیا تو کام بھی خود ہی کروا رہا ہے۔ ایسے حیرت انگیز رشتے خود بخود اچھے ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ ہمیشہ میرا دل شکر سے جھک جاتا ہے اللہ کے حضور اور جتنا بھی شکر ادا کروں اتنا ہی کم ہے۔

تو آنحضرت ﷺ کی نصیحتوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو اقتباسات میں نے سنائے ہیں اور خود اس پر جو نصیحتوں کا اضافہ کیا ہے ان کو اچھی طرح پلّے باندھ لیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر انشاء اللہ رشتہ ناطہ کے اکثر مسائل حل ہو جائیں گے۔ اکثر کہہ سکتا ہوں سارے بہر حال نہیں ہو سکتے۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

سو سال پہلے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کا بیسواں سال

سال ۱۹۰۱ء کے واقعات اور نشانات سماویہ پر ایک نظر

(حبیب الرحمٰن زیروی. انچارج خلافت لائبریری ربوہ)

سال ۱۹۰۱ء حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کا بیسواں سال تھا اور اس سال بھی آسمانی بشارات و نشانات کا ظہور ہوتا رہا ان واقعات میں بھی تائیدات الٰہیہ کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ یہ وہی سال ہے جب مغربی ممالک میں قرآن حکیم کی تعلیمات کی اشاعت کی داغ بیل ڈالی گئی اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے جاری کئے جانے کی تجویز ہوئی۔ یہی وہ سال ہے کہ جب حضرت اقدسؑ نے اُس دور کے علماء کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور آپ کی کتاب "اعجاز المسیح" ستر یوم کے عرصہ میں منصہ شہود پر آگئی جبکہ مخالف علماء تفسیر نویسی میں ناکام و نامراد ٹھہرے اور بالآخر اسی سال حق و صداقت کی مخالفت میں کھڑی کی جانے والی "دیوار" بھی گرادی گئی۔ اس سال کے واقعات کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تجویز

۱۹۰۱ء میں نئی صدی کے آغاز پر رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" (یعنی مذاہب عالم پر تبصرہ) کے اجراء کی تجویز پر ہوئی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداء سے ہی دنیا کے مغربی ممالک میں بھی دعوت الی اللہ کیلئے خاص توجہ اور دلچسپی تھی اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں مل چکی تھیں کہ آپ کی تحریرات یورپ میں بکثرت پھیلیں گی اور انگریز قوم حق و صداقت کو قبول کرے گی۔

اگرچہ حضور کے بعض اشتہارات اور چند کتب انگریزی زبان میں ترجمہ ہو کر یورپ اور امریکہ میں پہنچ چکی تھیں۔ مگر کام کی نوعیت کے باعث حضرت اقدس کا منشاء مبارک تھا کہ مغربی ممالک تک حق کی آواز پہنچانے کیلئے ایک ماہوار انگریزی رسالہ کا اجراء ہو جس میں خاص طور پر ان مضامین کے تراجم شائع ہوں جو حضرت اقدسؑ کے تحریر کردہ ہوں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کو ایک انگریزی رسالہ کے اجراء کا اعلان فرمایا اور اس کی ادارت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے پلیڈر پشاور کے سپرد فرمائی۔ رسالہ کے نظم و نسق کیلئے حضور کے حکم سے ۳۱ر مارچ ۱۹۰۱ء اور یکم اپریل ۱۹۰۱ء کو جماعت کے دوستوں کے اہم اجلاس منعقد ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ رسالہ انگریزی اور حضرت اقدسؑ کی کتب کے انگریزی تراجم کیلئے ایک مستقل ادارہ "انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے قائم کیا جائے۔ اس ادارہ کا ابتدائی سرمایہ دس ہزار روپے قرار پایا جس کی فراہمی کیلئے اس ادارہ کے ایک ہزار حصے مقرر کئے گئے۔ ہر حصہ دس روپے کا تجویز ہوا۔

یہ تو "انجمن اشاعت اسلام" کے ابتدائی سرمایہ کے متعلق فیصلہ تھا۔ جہاں تک اس کے انتظامی معاملات کی سرانجام دہی کا تعلق ہے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دیا گیا جس کے بیس ممبر تجویز ہوئے۔ انجمن کے سرپرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔ عہدیدار مندرجہ ذیل تھے۔

پریذیڈنٹ: حضرت مولوی نورالدین صاحب۔
وائس پریذیڈنٹ: مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
سیکرٹری: خواجہ کمال الدین صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری: مولوی محمد علی صاحب
فنانشل سیکرٹری: شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہاؤس لاہور محاسب: میاں تاج دین صاحب لاہوری

ممبروں کے نام:- حضرت مولوی نورالدین صاحب، نواب محمد علی خاں صاحب، مولوی محمد علی صاحب، مولوی عبدالکریم صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، میاں تاج دین صاحب لاہوری، مرزا افضل بیگ صاحب قصور، ڈاکٹر رحمت علی صاحب، خلیفہ رشید الدین صاحب، خواجہ جمال الدین صاحب، حکیم فضل الدین صاحب بھیروی، میر حامد شاہ صاحب، سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی، مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازی خاں، منشی محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار، مرزا خدا بخش صاحب، شیخ یعقوب علی صاحب تراب (عرفانی)

رسالہ کا نام "بورڈ آف ڈائریکٹرز" نے "دی ریویو آف ریلیجنز" (The Review of Religions) تجویز کیا اور اس کی اشاعت کا مرکز اور دفتر لاہور میں قرار پایا۔

۲۴ر نومبر کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ایک اجلاس میں گزشتہ فیصلوں میں بعض ترامیم منظور ہوئیں۔ رسالہ کا مقام اشاعت لاہور کی بجائے قادیان قرار دیا گیا اس کے ساتھ ہی تمام عہدیدار مقامی تجویز ہوئے۔ سیکرٹری مولوی محمد علی صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری و محاسب مفتی محمد صادق صاحبؓ۔ فنانشل سیکرٹری حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ۔ امین: نواب محمد علی خاں صاحب۔ انجمن کے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کا کام ایک (پانچ ممبروں پر مشتمل) سب کمیٹی نے کیا جس کی آخری منظوری دیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر کی اور فرمایا کہ ممبروں کی رائے میں تاجرانہ دل کا لحاظ رکھنا بھی موجودہ حالات کے ماتحت ضروریات سے ہے کیونکہ بعض وقت چندوں کی بہتات موجب ابتلاء ہو جاتی ہے۔ انجمن کی بنیاد کے دو ہفتہ کے اندر اندر اس کے قریباً ۵۷۷ حصے فروخت ہو گئے۔ جن میں سب سے زیادہ حصے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے تھے۔ آپ نے ۱۹۰ حصے خریدے تھے۔ آپ کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب اور چوہدری محمد سلطان خاں صاحب بیرسٹر جہلم نے خریدے۔ انجمن نے ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء کو یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر تین سو خریدار مہیا ہو جائیں تو "ریویو آف ریلیجنز" کا اردو ایڈیشن بھی شائع کیا جائے گا۔

تفسیر سورۃ فاتحہ کی تصنیف و اشاعت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر مہر علی شاہ صاحب اور ان کے ہمنوا علماء کو بالمقابل تفسیر سورۃ فاتحہ شائع کرنے کا چیلنج دیا۔ اس کی میعاد ۱۵۔دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵۔ فروری ۱۹۰۱ء تک مقرر فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر "فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کے کاذب ہونے کیلئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی"

خدا کے فضل اور اس کی خاص تائید سے حضور اقدسؑ کے قلم سے ۲۳ر فروری ۱۹۰۱ء کو "اعجاز المسیح" کے نام سے فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر چھپ کر شائع ہو گئی جو آپ کا عظیم الشان علمی معجزہ تھا۔

مورخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب سورۃ فاتحہ کی تفسیر اعجاز المسیح کی تالیف و تصنیف میں آسمانی تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

حضور نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں یہ تفسیر تصنیف فرمائی تھی۔ کیونکہ ۲۰ر جنوری ۱۹۰۱ء تک تو حضور اپنی دیگر دینی مصروفیات کے باعث صرف اردو میں مختصر مواد لکھ سکے تھے اور باوجودیکہ آپؑ پر ان دنوں مختلف امراض کے ایسے ایسے سخت حملے ہوئے کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آخری دم ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح القدس سے ایسی غیر معمولی تائید و نصرت فرمائی کہ آپ نے عربی زبان میں قلم برداشتہ لکھنا شروع کیا۔ غیب سے بے تکلف مضامین اور الفاظ صف بستہ ہو کر آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا محمد احسن صاحب کو کتاب کے پروف دیکھتے ہوئے ایک جگہ یہ شبہ ہوا کہ جو لفظ حضور اقدسؑ نے استعمال فرمایا ہے اس کا صلہ آنا چاہئے۔ چونکہ کتاب کا مضمون خدا کی طرف سے آپ کے دل پر جاری ہوا تھا اس لئے جب حضور کے سامنے اس شبہ کا اظہار کیا گیا تو حضور نے فرمایا: "جو کچھ میں نے لکھا ہے صحیح ہے آپ لغت کی کتاب دیکھ لیں"۔ چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے لغت کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد معلوم کر لیا کہ جو کچھ حضور نے لکھا تھا وہ درست تھا۔

حضرت اقدسؑ کے دو الہامات

حضرت اقدسؑ کو پہلے سے ہی بتایا گیا تھا کہ آپ کو ایک عزت کا خطاب عطا ہو گا اور اس کے ساتھ بڑا نشان دیا جائے گا۔ اس تفسیر کی کتاب اعجاز المسیح کے ساتھ بھی ایک رنگ میں یہ الٰہی بشارت پوری ہوئی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اعجاز المسیح سے متعلق یہ الہام ہوا تھا کہ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ یَرٰی اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ یعنی جو شخص اس کتاب کے جواب پر آمادہ ہوا۔ وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہو گا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو گا۔ چنانچہ حضور نے یہ پیشگوئی "اعجاز المسیح" کے سرورق پر درج کرنے کے علاوہ اس کتاب میں بھی بڑی تحدی کے ساتھ یہ اعلان فرمادیا کہ اگر آپ کے مقابل دنیا بھر کے علماء، حکماء اور فقہاء اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو کر اس جیسی تفسیر لکھنا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لکھ سکیں گے۔

تفسیر نویسی کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کوئی عالم، پیر، گدی نشین مقابل پر نہ آئے جبکہ حضرت اقدسؑ نے یہ تفسیر "اعجاز المسیح" کے نام سے معیّنہ مدت میں شائع فرمادی۔ تاہم مولوی محمد حسن صاحب فیضی جو موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم (حال ضلع چکوال) کے رہنے والے تھے اور مدرسہ نعمانیہ شاہی مسجد لاہور میں مدرس تھے، نے کہا کہ میں اس کتاب کا جواب لکھتا ہوں۔ انہوں نے حضرت اقدسؑ کے بیان فرمودہ حقائق و معارف کا عربی میں کیا جواب دینا تھا اردو میں کچھ نوٹس لکھے۔ مؤرخ احمدیت مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مولوی فیضی صاحب کے جواب کے بارہ میں لکھتے ہیں:-

"انہوں نے اردو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے خلاف "اعجاز المسیح" اور مولانا امروہی کی کتاب "شمس بازغہ" کے حاشیہ پر ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا جس میں انہوں نے ضمناً اعجاز المسیح کی چند مفروضہ غلطیاں بھی تحریر کیں اور بعض تواردات کو سرقہ قرار دیتے ہوئے آسمانی نکات کا بھی مذاق اڑایا اور بالآخر بعض مقامات پر "لعنة الله على الكاذبين" تک لکھ ڈالا۔ لیکن اس لعنت پر ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ خود موت کے پنجے میں آگئے۔ اس طرح انہوں نے "اعجاز المسیح" کے خلاف قلم اٹھا کر معاذ اللہ خدا کے جری پہلوان کی ذلت و شکست کا ارادہ کیا تو خود ہی چند دنوں کے اندر اندر اس جہان سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اٹھ گئے اور ان کی موت مسیح پاکؑ کی صداقت پر ہمیشہ کیلئے ایک نشان چھوڑ گئی۔"

مولوی محمد حسن صاحب فیضی کی اس ناکامی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشہور گدی نشین پیر مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف نے فیضی صاحب کے ان

نوٹس کو حاصل کیا اور تفسیر سورۃ فاتحہ کی بجائے اعتراضات پر مشتمل ایک کتاب سیف چشتیائی تحریر کی جس کی خبر مولوی کرم دین بھیں نے پہنچائی۔ پیر مہر علی شاہ صاحب ۱۱۔ مئی ۷ ۱۹۳ء کو فوت ہوئے مگر "اعجاز المسیح" کا جواب لکھنے کی توفیق نہ پا سکے۔

طاعون کے بارہ میں حضرت اقدسؑ کا انتباہ

حضرت اقدس ایک عرصہ سے طاعون کے بارہ میں خبر دے رہے تھے مگر اب ۱۹۰۱ء میں جب خدا کی پیشگوئی کے مطابق طاعون کا زور بہت بڑھ گیا اور یہ وبا سیل رواں کی طرح ملک کے چاروں طرف داخل ہو گئی تو آپ نے ہندوستان کے باشندوں کو ۱۷۔مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے انتباہ فرمایا کہ:-

"اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے حکم سے دور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش کر رہی ہے مگر صرف زمینی کوششیں کافی نہیں۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے۔ یہ بلا اسی کے ارادہ سے ملک میں پھیلی ہے۔ کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنی رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کرے گی اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں۔ سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہو جائیں"۔

اس اردو اشتہار کے بعد ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۱ء کو حضور نے عربی زبان میں فارسی اور اردو ترجمہ کے ساتھ ایک اور اشتہار دیا جس میں نہایت درد سے اہل ملک کو دوبارہ طاعون کے روحانی علاج کی طرف توجہ دلائی۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی راہ مولیٰ میں شہادت

حضرت مولوی عبداللطیف صاحبؓ شہیدِ کابل کے شاگرد خاص حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو دو یا تین مرتبہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رہنے کا شرف نصیب ہوا۔ ہر مرتبہ کئی کئی ماہ تک حضور سے فیض پانے اور حضور کے دعاوی اور تعلیمات پر ایک نیا ایمان لے کر لوٹتے تھے۔ آخری بار وہ دسمبر ۱۹۰۰ء میں قادیان آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ آفریدی، وزیری وغیرہ آزاد قبائل ڈیورنڈ لائن کو اپنی خود مختاری اور آزادی کیلئے خطرہ تصور کر کے سرحد پر انگریزوں کے خلاف بڑے جوش سے اٹھے ہوئے تھے۔ اس شورش کو بعض علماء نے بھاری تقویت دی۔ خود امیر عبدالرحمٰن خان کی خاص ہدایت پر ایک رسالہ تقویم الدین در بارہ تحریک جہاد کے نام سے شائع کیا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے مسئلہ جہاد کی اسلامی نکتہ نگاہ سے وضاحت بیان کرنے کے لئے بعض رسائل شائع کئے۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے جب قادیان میں آکر حضور اقدسؑ کے یہ رسائل پڑھے تو ان پر مسئلہ جہاد کی حقیقت بالکل واضح ہو گئی۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد پھر کابل گئے۔ انہوں نے جب مسئلہ جہاد کے متعلق اپنا مسلک پیش کیا تو امیر عبدالرحمٰن خاں (۱۸۴۴ء-۱۹۰۱ء) سے شکایت کی گئی جسے بعض شریر پنجابیوں نے جو اس کے ملازم تھے اور زیادہ ہوا دی اور ظاہر کیا کہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اس کی تعلیم یہ ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں بلکہ اس زمانہ میں وہ قطعاً جہاد کا مخالف ہے۔ امیر عبدالرحمٰن خاں نے جب یہ سنا تو اس نے سخت برافروختہ ہو کر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی نظر بندی کا حکم دے دیا اور بالآخر آپ گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے نہایت بیدردی سے راہ حق میں شہید کر دیئے گئے۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب احمدیت کے وہ پہلے بزرگ تھے جنہیں حق وصداقت کی راہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے قبل الہام ہو چکا تھا کہ "شَاتَانِ تُذْبَحَانِ" کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ چنانچہ اس الہام کے مطابق سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔ یہ حادثہ ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ قادیان میں اس کی خبر نومبر ۱۹۰۱ء میں حضرت مولوی عبدالستار صاحب کے ذریعہ پہنچی جو اپنے رفقاء سمیت علاقہ خوست غزنی سے حضور کی زیارت کیلئے تشریف لائے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتابوں کے امتحان

حضرت اقدس مسیح موعود نے ۹ر ستمبر ۱۹۰۱ء کو "مفید الاخیار" کے نام سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں حضور نے اپنی دلی خواہش کا اظہار فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے کم از کم سو اہل کمال وفضل پیدا ہونے چاہئیں جو سلسلہ کے علم کلام اور اس کے دلائل ونشانات سے اچھی طرح آگاہ ہوں اور غیر مسلموں کے زہریلے لٹریچر کے بداثرات سے ہر طالب حق کو نجات دے سکیں۔ اس غرض کیلئے حضور نے یہ اہم تحریک فرمائی کہ ہر سال قادیان میں دسمبر کی تعطیلات میں حضور کی کتابوں کا امتحان لیا جائے اور جو لوگ اس امتحان میں کامیاب ہوں ان کو دعوت حق کیلئے مناسب مقامات پر بھیجا جائے۔

پہلے امتحان کے لئے جو کورس تجویز کیا گیا وہ مندرجہ ذیل کتب پر مشتمل تھا۔ فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام، انجام آتھم، ایام الصلح، سرمہ چشم آریہ، حمامۃ البشریٰ، خطبہ الہامیہ۔ نیز فیصلہ ہوا کہ یہ امتحان ۲۷ر دسمبر ۱۹۰۱ء کو ختم ہو جائے گا۔ جو لوگ دور دراز مقامات سے شامل نہ ہو سکیں وہاں پرچے روانہ کر دیئے جائیں گے جو ایک مہتمم کی نگرانی میں بغرض جواب تقسیم ہوں گے۔ امتحان میں شریک ہونے والے امیدواروں کی فہرست کی تیاری کا کام ایڈیٹر جناب شیخ یعقوب علی صاحب تراب کے سپرد ہوا۔

مگر اتنی سعی وجدوجہد کے باوجود حضرت اقدسؑ کی زندگی میں یہ تحریک عمل میں نہ لائی جاسکی۔ اور سات سال تک معرض التواء میں رہنے کے بعد حضرت مولوی نورالدین۔ خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے زمانۂ خلافت کے پہلے سال ہی اس کی طرف توجہ فرمائی۔

جمع الصلوٰۃ کا نشان

مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے مسیح موعود کی ایک نشانی یہ بتائی تھی کہ :"تُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ" یعنی مسیح موعود کیلئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ دینی اغراض و مقاصد اور تصنیف کی مصروفیت کی بنا پر اکتوبر ۱۹۰۰ء سے فروری ۱۹۰۱ء تک کا ایسا دور آیا جب کہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرواتے رہے۔ یہ علمی جنگ کا دور تھا جس کے لئے یہ نشان الٰہی تقدیروں میں سے تھا۔

ایک الہام کا پورا ہونا

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ (حضرت اماں جان) کی طبیعت ۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو ناساز ہو گئی تھی تو حضرت اقدسؑ نے ۴ جنوری کو سیر کے وقت ایک کشف اور الہام کے پورا ہونے کا یوں ذکر فرمایا:- "چند روز ہوئے میں نے اپنے گھر میں کہا کہ میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ کوئی عورت آئی ہے اور اس نے آکر کہا ہے کہ تمہیں (حضرت اماں جان مراد ہیں) کچھ ہو گیا ہے اور پھر الہام ہوا "اَصِحَّ زَوْجَتِیْ"۔ چنانچہ کل ۳ر جنوری ۱۹۰۱ء یہ کشف اور الہام پورا ہو گیا۔ یکایک بے ہوش ہو گئی اور جس طرح پر مجھے دکھایا گیا تھا اسی طرح ایک عورت نے آکر بتادیا۔"

مخالف علماء کو صلح کی پیشکش

انیسویں صدی کے آخری عشرہ کی ابتدا سے لے کر مخالف علماء حضرت اقدسؑ اور آپ کی جماعت کو امت مسلمہ اور مسلم معاشرہ سے جبراً کاٹ پھینکنے کیلئے جدوجہد کر رہے تھے مگر حضرت اقدسؑ نے امن وسلامتی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر امت کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک اشتہار دیا جس میں علماء کو صلح کی پیشکش کی مگر علماء جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے صلح کے نام پر سخت آگ بگولا ہو گئے اور بذریعہ اشتہار اور فتاویٰ کفر سے اس کا نوٹس لیا۔

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ"

حضرت اقدس علیہ السلام نے تعریف نبوت کے بارہ میں سب سے پہلا اعلان ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے ذریعہ فرمایا۔ اس اشتہار کا فوری سبب یہ ہوا کہ نومبر ۱۹۰۱ء کے ابتداء میں حضرت اقدسؑ کے ایک مخلص خادم حضرت غلام احمد صاحب واعظ پر امرتسر میں بعض غیر از جماعت دوستوں نے اعتراض کیا کہ جس کی تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا مدعی ہے۔ حضرت شیخ صاحب نے اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا۔ جب حضرت اقدسؑ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ایک اشتہار تحریر فرمایا جس میں لکھا:-

"خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مُرسَل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے "هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ...... پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ "دنیا میں ایک نبی آیا"۔

"نبی کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا"۔

اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی کی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں۔ مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے۔ یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ ...... اور ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ میں ...... خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ"۔

تاہم یہ بات مدنظر رہے کہ حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی وہ شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہا ہے اور آپ سے اللہ تعالیٰ بکثرت ہمکلام ہوتا اور کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار کرتا رہا ہے۔ اس طرح اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی صراحت سے سامنے آنے والا مسلک حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی جماعت احمدیہ کا متفقہ اور اجتماعی عقیدہ قرار پایا۔

فونوگراف کی ایجاد۔ اشاعت حق کا ذریعہ

حضرت اقدسؑ نے دین حق کی اشاعت کیلئے اس زمانہ کے تمام ذرائع سے استفادہ کیا۔ آپ کی زندگی میں ایک ایسی ایجاد بھی سامنے آئی جس سے آواز ریکارڈ ہو سکتی تھی چنانچہ انیسویں صدی کے آخری ربع میں فونوگراف ایجاد ہوا۔ جب ہندوستان میں فونوگراف آیا تو حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے فونوگراف خریدا اور حضرت اقدسؑ کو اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت اقدسؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ۔ "جب وفد نصیبین جائے تو ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان میں ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو اس میں بند کر دیں۔ جس میں ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کئے جائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ جہاں جہاں یہ لوگ جائیں گے وہاں اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائیں۔ اس سے عام تبلیغ ہو جائے گی اور گویا ہم ہی بولیں گے اور یوں مسیح کے سیاح ہونے کے معنی پورے ہو جائیں گے۔ آج تک اس فونوگراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لئے یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلے گا"۔

فونوگراف کا تجربہ کرنے کیلئے حضرت اقدسؑ نے نواب محمد علی خان صاحبؓ کو لکھا کہ جب قادیان آئیں تو فونوگراف لیتے آئیں۔ چنانچہ وہ فونوگرف لائے اور ۱۵ر نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز عصر کے بعد اس کے ریکارڈ سنائے اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی آواز ریکارڈ کی گئی۔ پھر ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے وقت فونوگراف لائے تو حضرت اقدسؑ نے ایک نظم کہی جس کے ابتدائی دو شعر تھے۔

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے، نہ لاف وگزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک وصاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے

حضرت اقدسؑ کی ہدایت کے تحت مولانا عبدالکریم صاحبؓ نے یہ نظم اور اس کے علاوہ

عجب نوریست در جانِ محمدؐ

مشہور فارسی نظم اور قرآن مجید کی چند آیات، نیز حضور کی ایک فارسی نظم کے چند اشعار منشی نواب خاں صاحب ثاقب آف مالیر کوٹلہ نے پڑھے جو فونوگراف میں محفوظ کر لئے گئے۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم۔

آمین کی مبارک تقریب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے بچوں کیلئے ختم قرآن شریف پر تقریب آمین کی ایک اچھی روایت قائم ہوئی۔ چنانچہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ختم قرآن شریف کی پُر مسرت تقریب پر ۳۰ر نومبر ۱۹۰۱ء کو آمین کی تقریب ہوئی۔ جس میں بطور شکریہ ایک پر تکلف دعوت دی اور مساکین اور یتامیٰ کو کھانا کھلایا۔ ایک دعائیہ نظم بھی حضور نے لکھی۔ اس موقعہ پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ آمین رسم ہے یا کیا ہے؟ حضور نے اس سوال پر مفصل تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی راہ ایسی نکلے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا اظہار ہو اور لوگوں کو اس پر ایمان پیدا ہو۔ ایسا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے اور نیکیوں کے قریب کرتا ہے۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر لاانتہاء فضل اور انعام ہیں ان کی تحدیث مجھ پر فرض ہے۔ پس میں جب کوئی کام کرتا تو میری غرض اور نیت اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوتی ہے۔ ایسا ہی اس آمین کی تقریب پر بھی ہوا ہے۔ یہ لڑکے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ایک نشان ہیں اور ہر ایک ان میں سے خدا کی پیشگوئیوں کا زندہ نمونہ ہیں اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کی قدر کرنی فرض سمجھتا ہوں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت اور خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں۔ اس وقت جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھ لیا تو مجھے کہا گیا کہ اس تقریب پر چند دعائیہ شعر جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا شکریہ بھی ہو لکھ دوں۔ میں (جیسا کہ ابھی کہا ہے) اصلاح کی فکر میں رہتا ہوں میں نے اس تقریب کو بہت مبارک جانا کہ اس طرح پر تبلیغ کر دوں گا۔ پس یہ میری نیت اور غرض تھی۔ چنانچہ میں نے اس کو شروع کیا۔ اور جب یہ مصرعہ لکھا:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تو دوسرا مصرعہ الہام ہوا

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی میرے اس فعل سے راضی ہوا ہے۔"

برطانوی سیاح مسٹر ڈکسن کی قادیان میں آمد

۱۷ر نومبر ۱۹۰۱ء کو ایک یورپین قادیان وارد ہوئے حضرت اقدسؑ کے ایماء پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب ترجمان مقرر ہوئے۔ حضرت اقدسؑ نے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ ڈی۔ڈی۔ ڈکسن نامی ایک فرنگی سیاح ہیں جو عرب، کربلا اور کشمیر کی سیاحت کرتے ہوئے یہاں صرف ایک دن کے قیام کا پروگرام لے کر آئے ہیں۔ اور آئندہ مصر، الجیریا اور سوڈان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے ان سے باصرار کہا کہ جب آپ سیاحت کیلئے گھر سے نکلے ہیں تو قادیان میں بھی ایک ہفتہ کیلئے ٹھہریئے مگر اصرار کے باوجود صرف ایک رات رہنے پر رضامند ہوئے۔ حضرت اقدسؑ یہ ہدایت دے کر کہ شیخ مسیح اللہ خانساماں ان کے حسب منشاء کھانا تیار کریں اور ان کو گول کمرہ میں ٹھہرایا جائے اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ مولوی محمد علی صاحب اور بعض دوسرے احباب انہیں مدرسہ تعلیم الاسلام دکھانے لے گئے۔ سکول کی لائبریری میں ناٹوِدچ روسی سیاح کی کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" دیکھ کر ڈکسن نے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی جسے پورا کر دیا گیا۔ کتاب لئے وہ گول کمرہ میں آئے جہاں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مناسب رنگ میں انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ مسیح کی قبر کشمیر، عربی امّ الالسنہ اور جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیات کے بارے میں خصوصاً گفتگو ہوتی رہی۔ عصر کی نماز کے بعد انہوں نے حضرت اقدسؑ کے تین فوٹو لئے۔ دو فوٹو آپ کے خدام کے ساتھ اور ایک فوٹو صرف آپ کا الگ لیا۔ دوسرے دن صبح چونکہ ڈکسن صاحب نے بٹالہ کی طرف واپس جانا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ان کے ساتھ بٹالہ کی طرف ہی سیر کو نکلے اور نہر کے پُل تک تشریف لے گئے اور انہیں الوداع کہا۔ دوران سیر حضورؑ نے ڈکسن صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تقریر فرمائی جس میں اپنے دعویٰ کی غرض وغایت بتائی کہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعل تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہاں خداتعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتادوں۔ اس راہ پر چل کر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرے گا۔ فلاسفر آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیبِ ابلغ ومحکم پر نظر کر کے اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر میں اس سے بلند مقام پر لے جاتا ہوں۔"

مسٹر ڈکسن حضرت اقدسؑ کے دینی خیالات، آپ کے حسنِ سلوک اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا اور بالخصوص یہ دیکھ کر تو وہ دنگ ہی رہ گیا کہ کس طرح آپ کی شخصیت نے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جس میں دنیاوی اعتبار سے کوئی کشش نہیں مشرقی ومغربی علوم کے ماہر جمع کر دیئے ہیں۔

مقدمہ دیوار کا فیصلہ

۱۹۰۰ء میں حضرت اقدسؑ کے خاندانی مخالفین نے حضرت اقدسؑ کے مہمانوں کو تکلیف دینے کی غرض سے مشترکہ راستہ میں دیوار تعمیر کر کے روک پیدا کی تھی اس مقدمہ کا ڈیڑھ سال بعد ۱۲ر اگست ۱۹۰۱ء کو فیصلہ ہوا۔ اور عدالت نے نہ صرف دیوار منہدم کئے جانے کا فیصلہ صادر کیا بلکہ مخالف رشتہ داروں مرزا امام الدین صاحب اور مرزا نظام الدین صاحب کے خلاف خرچہ کی ڈگری بھی کر دی۔ حضرت اقدسؑ نے خرچہ کی ڈگری معاف کر کے دشمن سے حسنِ سلوک کا نمونہ پیش فرمایا۔ یہ دیوار اگست ۱۹۰۱ء میں بحکمِ عدالت گرا دی گئی اور اس طرح حضرت اقدسؑ کی صداقت کا یہ آسمانی نشان پورا ہوا۔

۱۹۰۱ء میں بیعت کرنے والے

اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۱ء کو بھی اپنی تائید ونصرت کا نشان ٹھہرایا۔ اس سال سیالکوٹ، کپورتھلہ، جہلم، گجرات، لاہور، بھاگلپور، ملتان، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، گوجرانوالہ، راولپنڈی، کانگڑہ، لدھیانہ، شملہ، اڑکی، بستی وریام (جھنگ)، سیدوالا، ہریانہ (ہوشیارپور)، شکار، بٹالہ (گورداسپور)، بنگلور، مالیرکوٹلہ، سرہند، ہوتی (مردان)، شاہ پور، حسین آباد (مونگھیر)، کولوتارڑ (حافظ آباد)، بستی مندرانی، سنگھڑ، تونسہ کشمیر، ڈیرہ دون (اڑیسہ)، بانڈی ڈھونڈاں (ایبٹ آباد) مانسہرہ (ہزارہ) حیدرآباد دکن، انبالہ، امرتسر، علاقہ میسور، جالندھر، یوگنڈا (افریقہ)۔ ان مقامات سے بکثرت سعید فطرت افراد نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف پایا۔ سالِ ۱۹۰۱ء کے اخبار الحکم میں یہ بیعتیں اسم وار مقامات کے ساتھ شائع ہوتی رہیں۔ LIFE OF AHMAD میں "قادیان ۱۹۰۱ء" کے تحت جو کوائف دیئے گئے ہیں ان کے مطابق اس سال روزانہ پچاس سے سو احباب حضرت اقدسؑ کی ملاقات کیلئے آتے رہے۔

قابلِ اصلاح غلط رُجحان

محترم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لنڈن نے اپنی چٹھی نمبر VMA-883 / 5-10-2000 بنام محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے ذریعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے حوالے سے اس اہم امر کی جانب توجہ مبذول کروائی ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں سے حضور انور کی خدمت میں حصول امداد و قرض کیلئے جو خطوط موصول ہوتے ہیں اُن میں سے بعض میں سود پر لئے گئے قرض کے بوجھ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اسلام نے چونکہ سود کے لین دین کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اسلئے ایسی درخواستوں سے متعلق حضورِ پُر نور نے یہ اصولی ہدایت صادر فرمائی ہے کہ اگر کسی نے سود پر رقم لی تو وہ خود ہی بھگتے گا۔ اس معاملہ میں جماعت کسی قسم کی کوئی مدد نہیں کرے گی۔

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ سود کی حرمت سے متعلق اسلامی تعلیمات اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اصولی ارشاد سے ہر فرد جماعت کو بخوبی آگاہ کر دیں۔ تا رفتہ رفتہ جماعت میں پنپ رہے اس غلط رجحان کی اصلاح ہو سکے۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

بقیہ صفحہ (۱)

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے قبل ہی اپنے اوپر خود فرض کر لیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ فرمایا ہر گنہ گار کیلئے جو قصداً گناہ نہیں کرتا اس میں بہت بڑی خوشخبری ہے اور جو قصداً گناہ کر لیتے ہیں اور اس کے بعد ان کو توبہ کی توفیق ملتی ہے ان کیلئے بھی بہت بڑی خوشخبری ہے کہ گناہ تو خدا کے غضب کا مطالبہ کرتے ہیں مگر اس کی حد سے زیادہ رحمانیت ان گناہوں پر بھی غالب آ جاتی ہے۔

ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جو سنن ابن ماجہ کتاب الزھد سے لی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت تو اس نے تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کی ہے یعنی انسان کے اندر جتنی بھی رحمت کا جذبہ پایا جاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتوں میں سے ایک رحمت کی تقسیم کا نتیجہ ہے اس کے ذریعہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ باہم ہمدردی کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ اپنے بچوں سے مہربانی کا سلوک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ۹۹ رحمتوں کو مؤخر کر رکھا ہے ان کے ذریعہ قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ فرمایا پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک حصہ ہے جس سے بنی نوع انسان نے استفادہ کیا ہے باقی سب ان بندوں کیلئے ہیں جن کو مرنے کے بعد بھی اللہ کی رحمت نصیب ہونے والی ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوئے ہم بھی آپ کے ساتھ ہو گئے نماز کے دوران ایک اعرابی نے دُعا کی اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور محمد پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اس اعرابی سے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ آنحضرت صلعم ناراض ہو رہے تھے لیکن آپ کی ناراضگی کا انداز بھی بہت ہی پیارا تھا اسے پیار و محبت سے سمجھا دیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو وسیع رکھو اسے کم کرنے کی کوشش نہ کرو۔

اس کے بعد حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ رحمت کا سواں حصہ جو سب لوگوں میں تقسیم ہوا اس میں سب سے زیادہ آنحضرت صلعم نے حصہ پایا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اہل و عیال پر رحم کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے سامنے کچھ قیدی لائے گئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی جس کے سینے سے دودھ نکل رہا تھا۔ اس کا بچہ مر چکا تھا اور اس کا دودھ نکلتا تھا لہٰذا وہ جس بچے کو دیکھتی دودھ پلانے لگ جاتی اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا جب تک اس کیلئے ممکن ہوا یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں جانے دے گی اس پر حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچے پر کر سکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو کام بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع کیا جائے وہ برکت سے خالی ہوتا ہے اس تعلق میں حضور نے اپنا ایک واقعہ بھی بیان فرمایا۔

بخاری کتاب التفسیر میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا جب وہ پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رحمت کھڑی ہوئی اور رحمٰن کی کمر پکڑ لی فرمایا کہ اس بیان کو ظاہر پر ہرگز محمول نہ کریں ورنہ ان احادیث کی کچھ سمجھ نہ آسکے گی۔ یہ ایک نظارہ ہے صفاتی جس سے رحیمیت رحمانیت اور صلہ رحمی وغیرہ کے معاملات مراد ہوتے ہیں رحم کھڑی ہوئی اور رحمٰن کی کمر پکڑ لی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے؟ کہنے لگی یہ جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ چاہنے والوں کی ہے فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جو تجھ سے ملائے میں اس سے ملاؤں گا اور جس کو کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب فرمایا تیرے ساتھ میرا وعدہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ قطع رحمی کرنا بہت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا ہے کہ جو بھی قطع رحمی کرتا ہے۔ یعنی رشتوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ میری رحمانیت سے کاٹا جاتا ہے اور لازماً اس پر کوئی رحم نہیں کیا جائے گا اور جو صلہ رحمی کرتا ہے اپنے رشتہ داروں کے حقوق اور ان کے رشتہ داروں کے حقوق یعنی ماں کی طرف سے جو بھی رشتے بنتے ہیں ان سب کے حقوق ادا کرتا چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنا رحم کا تعلق جوڑ لیتا ہے اور ایسا شخص بہت ہی خوش نصیب ہے۔

فرمایا بدقسمتی سے آج جماعت میں بہت سے بدنصیب بھی ہیں اور بلاناغہ روزانہ مجھے یہ شکایتیں ملتی ہیں۔ ان میں ایسی بہنوں کی شکایتیں ہیں جو خود اپنے بھائیوں سے شاکی ہیں کہ انہوں نے ہمارا حق چھین لیا ہے۔ اور ہمارے اموال پر نظر ہے۔ زمیندار ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنی بہن کو زمین دے دی تو وہ غیروں میں چلی جائے گی۔ جو عملاً اس وقت پاکستان میں خصوصاً پنجاب میں رائج ہے اور اس وجہ سے بہت سے جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور لوگ سمجھتے نہیں کہ کتنا بڑا گناہ کرتے ہیں۔ دنیا کی جائیداد کی خاطر آخرت کی جائیداد سے کلیۃً محروم ہو جاتے ہیں جبکہ دنیا میں رحمت صرف ایک حصہ ہے اور ساری رحمت آخرت میں ملتی ہے۔ اور وہ دنیا کی ایک حصہ رحمت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ نہ دنیا کے رہے نہ دین کے رہے۔ اس کے بعد حضور نے حضرت امام راغبؒ کی تفسیر سے رحمٰن اور رحیم کے معانی کی لطیف تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امام راغب لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب کے ذکر پر مشتمل یہ قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رحم کو پیدا کیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا میں رحمٰن ہوں اور تو رحم ہے میں نے تیرا نام اپنے نام سے مختص کیا ہے جو صلہ رحمی کرے گا میں اس سے اپنا تعلق جوڑوں گا اور جو تیرے ساتھ تعلق کو توڑے گا میں اس کی بیخ کنی کروں گا فرمایا بیخ کنی کا لفظ بہت سنگین تنبیہ ہے اس کا مطلب ہے جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا فرمایا اگر کوئی شخص ان چھوٹی چھوٹی دنیاوی لالچوں میں پسند کرتا ہے کہ جڑ سے اکھاڑا جائے تو یہ بہت بڑی سزا ہے۔ فرمایا یہ بہت بڑی تنبیہ ہے اس کو جماعت احمدیہ خاص طور پر جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنا تعلق رکھنا چاہتے ہیں تو وہ اس نصیحت کو خوب اچھی طرح باندھ لیں اور کبھی جماعت میں کوئی صلہ رحمی کو کاٹنے والا پیدا نہ ہو۔

اس کی مختصر وضاحت بیان فرمانے کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بیان فرمائے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت و رحیمیت بیان فرمائی ہیں۔ اور فرمایا صفت رحیم اور رحمانیت میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ رحمانیت آغاز میں کسی چیز کو انعام کے طور پر دینا جب کہ وہ چیز ابھی پیدا ہی نہ ہوئی ہو اور رحیمیت اس کی محنت کو قبول کرنا اور بار بار رحم فرمانا اس پہلو سے موسم آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ آج فصل بونے کا موسم ہے کل کٹائی کا موسم ہے ہر سال یہی ہوتا رہتا ہے موسم آئے نکل گئے لیکن ہر سال یہ تکرار ہے رحمت کی اور اسی تکرار کا نام رحیمیت ہے آغاز میں وہ صفات عطا کر دینا جس سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں رحمانیت اور ربوبیت کے تابع ہے اور رحیمیت کے تابع ان کا بار بار ہمیشہ ہوتے چلے جانا یہ رحیمیت کا تقاضہ ہے پس اللہ تعالیٰ کی تمام صفات رحمانیت اور رحیمیت سے پھوٹتی ہیں اور ربوبیت سے تدریج پاتی ہیں۔

اعلان نکاح

مکرم مظفر احمد اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید کی بیٹی امۃ الشکور شکری صاحبہ کا نکاح عزیز خالد محمود صاحب حیات ابن مکرم رشید احمد حیات صاحب آف لندن کے ہمراہ بعوض حق مہر دس ہزار پونڈ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک قادیان میں بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء پڑھا۔ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ظہیر احمد خادم منیجر بدر) اعانت بدر -/۲۰۰)

☆- مکرم محمد رشید احمد صاحب کے فرزند مسمّی محمد شجاعت اللہ صاحب کا نکاح مکرم غلام محمد صاحب کی صاحبزادی مسماۃ زاہدہ تسنیم صاحبہ کے ساتھ حق مہر مبلغ پچیس ہزار اکیاون روپے پر مورخہ ۲ مارچ ۲۰۰۱ء کو مکرم مولوی پی عبدالناصر صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ اس رشتے کے جانبین کیلئے بابرکت ہونے کی درخواست دُعا ہے۔ (اعانت بدر -/۱۰۰) محمد بشارت احمد سکرٹری مال چندہ پور کا ماریڈی)

اعلان دعا

مکرم میر احمد اسلم نے BSC مکرم سیدہ بشریٰ بیگم اور سیدہ سعدیہ بیگم نے BA کا امتحان دیا ہے۔ امتحانات میں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقی کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے۔

(احمدی بیگم اہلیہ میر احمد اشرف مرحوم)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
Ph: SHOWROOM : 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

بقیہ صفحہ: (2)

چلے جاتے ہیں۔

پس یہ ایک مسئلہ نہیں۔ اس مسئلے کی کئی شاخیں ہیں اور ان سب مسائل کا ایک ہی علاج ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ قرآن کے عدل کے نظام کو اس طرح مضبوطی سے پکڑ لیں جیسے "عروۂ وثقی" پر ہاتھ ڈال دیا جاتا ہے جس کیلئے پھر ٹوٹنا مقدر نہ ہو۔ یہی وہ خدا کی رسی ہے، عدل کی رسی، جسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اقوام عالم میں امن پیدا کرنے کیلئے لٹکایا تھا۔ اس رسی کا دامن چھوڑ کر آپ کو دنیا میں کہیں امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس مضبوطی سے اس کڑے پر ہاتھ ڈالیں اور تمام دنیا کو بھی جو امن کی متلاشی ہے اسی کڑے پر ہاتھ ڈالنے کیلئے دعوتیں دیں۔

پھر ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ جہاد کے دعاوی بھی کئے جاتے ہیں اور اعلان بھی کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ملاں کے ان تین اصولوں کو تسلیم بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ سیاستدان کا دوسرا جرم ہے۔ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اسلام کا نظام عدل اس قسم کی لڑائیوں کی تلقین نہیں کرتا جس قسم کی لڑائیوں کو ملاں جہاد قرار دیتا ہے۔ جب بھی کوئی ملکی خطرہ درپیش ہو اور سیاسی جنگ سامنے ہو تو خود ملاں سے کہہ کر اور اس کے ہم آواز ہو کر عوام کو جہاد کے نام پر بلانے لگتے ہیں جس کے نتیجے میں دنیا ان قوموں سے مزید متنفر ہوتی ہے اور دل میں یقین کر لیتی ہے کہ ان کے سیاستدان ظاہری طور پر تو یہی کہتے ہیں کہ اسلام کے جہاد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تلوار کے زور سے نظریات کو پھیلاؤ یا ہر لڑائی میں خدا کا نام استعمال کرو مگر جب ضرورت پڑتی ہے تو ہمیشہ اسی تصور کا سہارا لیتے ہیں۔ بار بار ہر جگہ ایسے ہوتا ہے اور ہوتا چلا آیا ہے۔ میں نے جہاں تک اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس دور کے بعد اگر مسلمان ملکوں کی لڑائیوں پر نظر ڈالیں تو آپ حیران ہونگے کہ تمام لڑائیاں جہاد مقدس تھیں۔ ایک بھی لڑائی مسلمانوں نے نہیں لڑی خواہ وہ غیروں کے ساتھ لڑی ہو یا اپنوں کے ساتھ لڑی ہو۔ خواہ وہ سنی سنی کے درمیان ہو شیعہ شیعہ کے درمیان ہو یا شیعہ سنی کے درمیان ہو جو اس وقت کے علماء اور اس وقت کے سیاستدانوں کے نظریوں کے مطابق جہاد مقدس نہ ہو۔ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کو جہاد کے سوا کوئی لڑائی پیش نہیں آتی۔ ساری دنیا کی قومیں سیاسی لڑائیاں لڑتی ہیں۔ انکو ہر قسم کی لڑائیوں کے سامنے کرنے پڑتے ہیں اور مسلمانوں کیلئے صرف جہاد ہی رہ گیا ہے اور اس جہاد کی تاریخ میں بھاری حصہ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے کا ہے اور ایک دوسرے کو جہاد کے نام پر قتل و غارت کیا گیا ہے۔ پس یہ تمسخر ایک دردناک المیے کی شکل اختیار کر گیا ہے اب اس المیے کو ختم ہونا چاہئے۔ دنیا کی نظر سے دیکھیں تو اس زمانے کا سب سے بڑا تمسخرانہ نظریہ ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں جسے اسلام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے اور اگر مسلمان کے دل کی نظر سے دیکھیں تو ایک انتہائی دردناک اور ہولناک المیہ ہے جو تیرہ سو سال سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ اسلئے اگر اپنی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں تو اپنے خیالات اور اپنے رجحانات اور اپنے اعمال میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ جب تک مسلمانوں کی سوچ میں انقلاب برپا نہیں ہوتا اس وقت تک وہ دنیا میں کوئی انقلاب برپا کرنے کے اہل نہیں ہو سکتے۔

اور پھر ظلم پر ظلم یہ کہ اس جہاد کے نظریے پر یقین رکھتے ہوئے جہاد کی تیاری کوئی نہیں ... حالت یہ ہے کہ جتنے مسلمان ممالک ہیں یہ اسلحہ سازی میں ہر اس ملک کے محتاج ہیں جن کے خلاف مسلمان جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔ جن مغربی یا مشرقی قوموں کو مشرک اور خدا سے دور اور خدا کے دشمن اور بت پرست اور ظالم اور سفاک بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ حکم سنایا جاتا ہے کہ ان سے لڑنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ راکٹ مانگنے کیلئے بھی ان کی طرف ہاتھ بڑھائے جاتے ہیں اور سمندری اور ہوائی جنگی جہاز مانگنے کیلئے بھی ان کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ توپیں بھی ان سے مانگی جاتی ہیں۔ ہر قسم کا دوسرا اسلحہ بھی ان سے طلب کیا جاتا ہے۔ سادگی کی حد ہے۔ کہتے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لیکن یہ سادگی پھر بھی قرین قیاس ہے۔ سمجھ میں آجاتی ہے۔ بھولا پن ہے مگر تمہاری سادگی جہالت کی انتہا ہے کہ جن کو دشمن قرار دیتے ہوئے جن کو للکارتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارے مذہب کی تلقین ہے کہ ہم تمہارے خون کا آخری قطرہ چوس جائیں ان سے مخاطب ہو کے کہتے ہو کہ ہم نہتے ہیں ہمیں ہتھیار تو دو کہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے؟ پس اب ایک قوم کی قوم نے اپنے مفادات کی خودکشی کا فیصلہ کر لیا ہو تو کون ہے جو ان کی مدد کو آئے گا اور کیسے کوئی ان کی مدد کر سکے گا۔

پس عالم اسلام کو میرا مشورہ یہی ہےکہ پہلے اسلام کی طرف لوٹو اور اسلام کے دائمی اور عالمی اصولوں کی طرف لوٹو، پھر تم دیکھو گے کہ خدا کی برکتیں کس طرح تم پر ہر طرف سے نازل ہوتی ہیں۔

دوسرا اہم مشورہ یہ ہے کہ علوم و فنون کی طرف توجہ کرو۔ نعرہ بازیوں میں کتنی صدیاں تم نے گزار دیں۔ تم نعرے لگا کر اور شعر و شاعری کی دنیا میں ممولوں کو شہبازوں سے لڑاتے رہے اور ہمیشہ شہباز تم پر جھپٹتے رہے اور تم کچھ بھی اپنا نہ بنا سکے۔ دوسری قومیں علوم و فنون میں ترقی کرتی رہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تم پر ہر پہلو سے فتح یاب ہوتی رہیں اور تم پر ہر پہلو سے فضیلت لیجاتی رہیں، اب ان سے مقابلے کی سوچ رہے ہو اور وہ آزمودہ ہتھیار جو ان کے ہاتھ میں تمہارے خلاف کارگر ہیں ان کو اپنانے کی کوئی کوشش نہیں۔ پس بہت ہی بڑی اہمیت کی بات یہ ہے کہ علوم و فنون کی طرف توجہ دو اور مسلمان طالب علموں کے جذبات سے کھیل کر، ان کو گلیوں میں لڑا کر، گالیاں دلوا کر ان کی اخلاقی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی علمی تباہی کے سامان نہ کرو اور پھر پولیس کے ذریعے انہیں ڈنڈے برسا کر یا گولیاں چلا کر ان کی جسمانی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی عزتوں کی تباہی کے سامان نہ کرو۔ اب تک تو تم یہی کھیل کھیل رہے ہو۔ مسلمان نسلوں کو جوش دلاتے ہو اور پھر وہ بیچارے گلیوں میں نکلتے ہیں اسلام کی محبت کے نام پر، پھر ان کو رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ ان پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں۔ ان پر گولیاں برسائی جاتی ہیں اور ان کو کچھ پتہ نہیں کہ ہم سے یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے جذبات سے کھیلنے کی بجائے ان کو حوصلہ دو، انکو سلیقہ دو، انکو تحمل کی تعلیم دو، انکو بتاؤ کہ اگر تم دنیا کی قوموں میں اپنا کوئی مقام بنانا چاہتے ہو تو علم و فضل کی دنیا میں مقام بناؤ، اس کے بغیر تمہیں دنیا میں تمہارا واجب قابل عزت مقام عطا نہیں ہو سکتا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۹۱ء)

آئندہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض وہ نصائح پیش کریں گے جن کا تعلق تیسری دنیا کے ممالک سے ہے۔ (منیر احمد خادم)

دُعائے مغفرت اور شکریہ احباب

مورخہ ۲۰۰۱-۴-۱۱ کو یہ دردناک واقعہ پیش آیا کہ خاکسار کا بیٹا عزیز محمد سلطان اختر جن کی عمر قریب ۲۶ سال کے تھی۔ اپنے کچھ عزیزوں کے ساتھ دریائے بیاس پر پکنک منانے گیا تھا۔ جہاں خاکسار کا لختِ جگر نہاتے ہوئے ڈوب کر وفات پا گیا۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز امسال مدرسۃ المعلمین کی آخری کلاس میں تھا۔ اور بہت ہی جلد میدانِ تبلیغ میں جانے والا تھا۔ مگر جس مولا حقیقی نے دیا تھا۔ اُسی کو پیارا ہو گیا۔ ہم خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ جگر کے اس ٹکڑے کی وفات پر خاکسار کے ساتھ قادیان کے احباب جس میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین، مدرسۃ المعلمین کے اساتذہ کرام مہمان خانہ کے عملہ اور خاص کر ناظر صاحب اعلیٰ وامیر مقامی نے بہت محبت اور ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں کہ میں ان کا شکر ادا کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اجر عظیم سے نوازے۔ خاکسار تمام احباب سے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار اور تمام اہلِ خانہ نیز لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(غمزدہ محمد یعقوب عاجز (ڈھوک) جماعت احمدیہ چار کوٹ راجوری جموں و کشمیر)

قرارداد تعزیت بر وفات عزیز محمد سلطان اختر متعلم مدرسۃ المعلمین

از طرف اساتذہ - کارکنان و طلباء مدرسۃ المعلمین قادیان

مدرسۃ المعلمین کے اساتذہ و طلباء کیلئے یہ امر نہایت افسوسناک و دکھ کا موجب ہوا کہ عزیز محمد سلطان اختر جو مورخہ ۰۱-۴-۱۱ کو اپنے عزیزوں کے ساتھ بغرض تفریح بھیٹ پتن (دریائے بیاس) گیا تھا نہاتے ہوئے گہرے پانی میں ڈوب گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا — اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم جماعت احمدیہ چارکوٹ کے ایک مخلص احمدی مکرم محمد یعقوب صاحب عاجز کے بڑے فرزند تھے۔ مرحوم نے خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کیلئے وقف کیا اور اگست ۹۸ء میں مدرسۃ المعلمین میں داخلہ لے کر اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور تین سال اس دینی درسگاہ میں انتہائی اطاعت و فرمانبرداری اور مثالی طالب علم کی حیثیت سے گزارے ڈیڑھ ماہ بعد عزیز اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان تبلیغ میں جانے والے تھے کہ عین جوانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آگیا اور مرحوم اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ابدی جنتوں کے وارث بن گئے۔ عزیز نہایت منکسر المزاج، خوش اخلاق، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور متقی نوجوان تھے اور کبھی انتظامیہ مدرسۃ المعلمین کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ گو مرحوم آج ہم میں موجود نہیں لیکن ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور خوش اخلاقی تمام اساتذہ و طلباء کو ان کی یاد دلاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اپنی رضا کے عطر سے ممسوح فرمائے۔ آمین

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا — کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا

مدرسۃ المعلمین کی انتظامیہ عزیز مرحوم کی وفات پر ان کے جملہ پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین قادیان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

Vol - 50 Thursday, 26 April 2001 Issue No :17

ہماچل پردیش میں تبلیغی وتربیتی مساعی

امسال ہماچل پردیش کے موضع چاٹہ ضلع کانگڑہ میں چوتھی صوبائی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی اس سلسلے میں مکرم تنویر احمد صاحب خادم نگران ہماچل پردیش کی ہدایت پر خاکسار اور مکرم مبارک احمد صاحب ڈار متعلم مدرسہ احمدیہ محترم گورنر صاحب اور چیف منسٹر صاحب نیز دیگر افسران کو دعوت نامے دینے کیلئے۔ مورخہ ۲۰۰۱-۴-۲ کو چیف منسٹر صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ ان سے ملاقات ہوئی اور انہیں جلسہ میں شرکت کرنے کا دعوت نامہ دیا موصوف نے اپنی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی طرف سے پیغام جلسہ کیلئے دیا جو چاٹہ جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس موقعہ پر مکرم پربھات سنگھ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری چیف منسٹر صاحب کو اسلامی اصول کی فلاسفی دی گئی۔ شملہ میں مکرم محمد ایوب خاں صاحب ایڈوکیٹ نے مع فیملی بیعت کی ہے خاکسار اُن کے گھر بھی گیا۔ اُن کی والدہ صاحبہ اور اہلیہ صاحبہ جن کو ابھی احمدیت کے بارے میں پورا علم نہیں ہے سے کئی تربیتی امور کے تعلق میں باتیں ہوئیں۔ اسی روز رات کو ایک لیبر ہوسٹل میں بعض غیر احمدی دوستوں سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ ۴/اپریل کو ریڈیو اسٹیشن شملہ جا کے انہیں موضع چاٹہ ضلع کانگڑہ میں ہونے والی سالانہ کانفرنس کی خبر نشر کرنے کیلئے دی۔ چنانچہ مورخہ ۵/اپریل کو شملہ ریڈیو نے آج کا اخبار پروگرام میں اس جلسہ کی خبر نشر کی جو کہ دومنٹ کی تھی جس کی ریکارڈنگ کروائی۔ اسی طرح سے اسی روز دوردرشن کے ڈائریکٹر صاحب سے ملاقات کی انہیں کچھ کتب دی گئیں اور دعوت نامہ دیا گیا انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم ۷/۸ اپریل کو یہ خبر نشر کریں گے۔ ۴/اپریل کو ہی شملہ کے میئر سے ملاقات کی انہیں بھی لٹریچر دیا گیا انہوں نے بھی اپنی طرف سے جلسہ کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور پیغام دیا۔

اسی طرح شملہ کے ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پی سی کٹوچ صاحب کو بھی دعوت نامہ اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر دیا گیا موصوف بہت خوش ہوئے اور جلسہ کیلئے اپنا پیغام بھی دیا۔

مورخہ ۷/اپریل کو خاکسار اور مکرم عبدالمجید لون آف ناصر آباد ہائیکورٹ گئے وہاں ایڈیشنل رجسٹرار چیف جسٹس سے پہلے ملاقات کی۔ حسب پروگرام ہم دونوں ۳ بجے وہاں گئے اور جناب سی کے ٹھکر صاحب چیف جسٹس سے ملاقات کرنے کے بعد اُن کی خدمت میں ہندی ترجمہ والا قرآن مجید تحفہ پیش کیا جس کو بخوشی انہوں نے قبول کر کے شکریہ ادا کیا موصوف گجرات کے رہنے والے ہیں۔

گورنر صاحب ہماچل جناب سورج بھان کی خدمت میں انگریزی ترجمہ قرآن کی پیشکش

مورخہ ۲۰۰۱-۴-۷ کو خاکسار اور مکرم عبدالمجید صاحب لون دن کے گیارہ بجے راج بھون شملہ گئے۔ پونے پانچ بجے عزتماب گورنر صاحب سے ملاقات ہوئی موصوف کو انگریزی ترجمہ قرآن مجید پیش کیا جس کو انہوں نے بخوشی قبول کیا ساتھ ہی خاکسار نے دعوت نامہ بھی دیا موصوف نے اپنی طرف سے جلسہ کیلئے پیغام دیا جو کہ جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس موقعہ پر ایک تصویر بھی لی گئی۔ مورخہ ۸/اپریل کو دس افراد پر مشتمل ایک قافلہ شملہ سے چاٹہ پہنچا اور جو پیغامات ہم شملہ سے لے کر آئے تھے جلسہ میں پڑھ کر سنائے گئے۔ جلسہ بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی میں برکت ڈالے ہمارے کچھ احمدی دوست شملہ میں روزگار کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ سب افراد دُعا کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ (محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

صوبائی اجتماع مجلس انصار اللہ اڑیسہ

مورخہ ۱۲، ۱۳ مئی بروز ہفتہ اتوار بمقام خوردہ سالانہ صوبائی اجتماع انصار اللہ اڑیسہ منعقد ہو رہا ہے۔ تمام زعماء کرام صوبہ اُڑیسہ و امراء و صدر صاحبان نیز مبلغین و معلمین حضرات سے درخواست ہے کہ اپنی مجلس کے زیادہ سے زیادہ اراکین کو اس اجتماع میں شمولیت کیلئے توجہ دلائیں اور اس اجتماع کو کامیاب بنانے کیلئے بھرپور سعی فرمائیں۔ (جزاکم اللہ)

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب بنائے۔ آمین (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت

برائے سال ۲۰۰۱ء

اس سال امتحان دینی نصاب کی تاریخ ماہ اگست کا آخری اتوار ۲۰۰۱-۸-۲۶ مقرر کی گئی ہے۔ نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱- قرآن مجید باترجمہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۸ تا ۵۶ (۵۰ نمبر)

۲- کتاب کشتی نوح نصف تا آخر مکمل۔ (۲۵ نمبر)

۳- دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۲۱۳ تا ۲۳۲ (۲۵ نمبر)

نوٹ: اپنے طور پر مطالعہ کیلئے سال رواں کے دوران کتاب تبلیغ ہدایت از صفحہ ۱۰۰ تا ۱۷۰ مقرر کی گئی ہے۔ اس کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔ حسب سرکلر حضور انور مورخہ ۹۳-۱۱-۱۸ نماز ظہر یا عصر یا مغرب کے معابعد دس منٹ قرآن مجید باترجمہ کی اجتماعی کلاس ہو۔ جن مجالس میں یہ ممکن نہ ہو ان میں کوئی متبادل انتظام کیا جائے اور کارگزاری کی رپورٹیں باقاعدہ بھجوائی جائیں۔

ضروری ہدایات برائے مذکورہ بالا تعلیمی نصاب شق نمبر (۱) صف دوئم کے انصار سے باقاعدہ مصروف طریق کے مطابق امتحان لیا جائے گا۔

شق نمبر (۲) صف اوّل کے انصار کو Open Book Examination رعائت دی جاتی ہے۔ البتہ ان میں سے جو انصار شق نمبر (۱) کے معیار کے مطابق امتحان دینا چاہیں انہیں اجازت ہے۔

شق نمبر (۳) مندرجہ بالا دونوں شقوں کے علاوہ جو انصار کسی معذوری کے باعث اگر پرچہ جات نہ لکھ سکتے ہوں اُن سے زبانی امتحان لیا جائے گا۔ براہ کرم جملہ اراکین مجلس انصار اللہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ مجالس کی طرف سے مجوزہ دینی نصاب کی کتب کا آرڈر ملنے پر کتب قیمتاً دفتر مہیا کر دے گا۔ انشاء اللہ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

تبدیلی ٹیلیفون نمبرز

جملہ احباب جماعت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان کے ٹیلیفون نمبرز اب پھر تبدیل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا نمبر 7 کی جگہ نمبر 2 لگانا ہوگا اس طرح نظارت ہذا کا فون نمبر 70035 کی بجائے 20035 اور فیکس 20105 ہو جائے گا۔ اسی طرح نمبر 71 کی جگہ 21 اور 72 کی بجائے 22 قابل عمل ہوگا۔ بقیہ نمبر حسب سابق رہے گا۔ احباب کرام مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91 11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
1, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15